رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۷۵

قال اللہ تعالیٰ وقرآناً فرقناہ لتقرأہ علی الناس علیٰ مکث ونزلناہ تنزیلاً

چوں آیت موصوفہ دال ست بر نافعیت تعلیم تدریجی برائے عامۂ ناس
حاضر باشد یا بادی ❊ ونیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ کہ مشتمل ست بر جمیع
مقاصد و مبادی ❊ پس اتباعاً للنص المذکور ❊ صحیفۂ شہریہ کہ متدرج ست بتدریج شہور

مسمیٰ بہ

الہادی

نمبر ۲ | بابت جمادی الثانی سنہ ۱۳۴۴ھ | جلد ۲

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب و جادی و مذکر ست در ہر مجلس و نادی
و مکمن ست برائے ہر جائع و صادی ❊ بصورت ترجمہ رسالہ ترغیب و ترہیب و تسہیل المواعظ
و مصالح عقلیہ و کلید مثنوی و تشرف کہ اکثر آں مستفاد ست از درگاہ ارشادی
یعنی خانقاہ اشرفی امدادی ❊ بادارۂ محمد عثمان عامی ❊ در ہر ماہ اسلامی

در مطبع محبوب المطابع الکٹرک پریس دہلی مطبوع گردید

از کسب حظ ازیں صحیفہ بہرہ کلاں و حظ وافر بندگان را از بر صدقہ رحیم گردد

لہ ہذا التفسیر العام ماخوذ من الحدیث اخذہ من کتاب السر فی باب الرحم ۱۲

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت جمادی الثانی سنہ ١٣٤٤ھ جو

بہ برکت دعا حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی

کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلان دہلی سے شائع ہوتا ہی

اُصول و مقاصد رسالہ الہادی اور ضروری اطلاعیں

(١) رسالہ ہذا کا مقصود اُمۃ محمدیہ کے عقائد و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

(٢) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بحمد اللہ عین تاریخ پر ہی شائع ہوتا ہے۔

(٣) کبھی ماہ کا رسالہ علاوہ ٹائیٹل کے ڈہائی جزسے کم نہ ہوگا۔ بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کی ضرورت سے اس سے بھی بڑھ جانا ممکن ہی۔ اور قیمت سالانہ دو روپے آٹھ آنہ ہے۔

(٤) سوائے ان صاحبون کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں۔ جملہ حضرات خریداران کی خدمت میں رسالہ وی۔ پی بہیجا جائیگا۔ اور دو آنہ خرچ رجسٹری اضافہ کرکے بحساب کا وی۔ پی روانہ ہوگا جسپر دو آنہ فیس منی آرڈر کا نہ اضافہ کریگا۔ اور دو روپے بارہ آنہ کا وی۔ پی پہنچے گا۔

(٥) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ ارسال کیا جاتا ہے وہ جب تک پیشگی قیمت نہ بہیجیں گے یا وی۔ پی کی اجازت نہ دینگے دوسرا پرچہ نہ بہیجا جائیگا۔

(٦) جو صاحب درمیان سال میں خریدار ہونگے انکی خدمت میں کل پرچے شروع جلد یعنی جمادی الاول سنہ ١٣٤٤ھ سے بھیجے جائینگے۔ اور ابتداء سے خریدار سمجھے جائیں گے۔ اور اگر الہادی کی جلد اول درکار ہو تو طلب فرمادیں مگر اوسکی قیمت تین روپے ہے۔ علاوہ محصول ڈاک کے

الراقم

محمد عثمان مالک و مدیر رسالہ الہادی دہلی

اور یہ زیادہ مشابہ حق کے ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوب مبالغہ کے ساتھ انگلیوں کے درمیان وضو کا پانی پہنچاؤ نہیں تو اونہیں خوب مبالغہ کے ساتھ نار جہنم پہنچاوے گی اسکو طبرانی نے اوسط میں مرفوع روایت کیا اور کبیر میں حضرت ابن مسعود پر موقوف رکہا ہے اسناد حسن کے ساتھ واللہ اعلم اور کبیر میں انہیں ابن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ سے موقوف اس طرح روایت کیا ہے پانچوں انگلیوں میں خلال کرو اللہ تعالے اوسمیں آگ نہیں بہریگا۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکہا کہ اوسنے اپنی ایڑہیاں نہیں دہوئی تہیں۔ فرمایا ان ایڑہیونکو خرابی (یعنی عذاب) ہے آگ سے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ نے ایک قوم کو دیکہا کہ وضو کی جگہ میں وضو کر رہے تہے فرمایا وضو کو کامل کرو۔ میں نے ابوالقاسم صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تہے خرابی ہے ایڑہیونکو آگ سے یا خرابی ہے کونچوں کو آگ سے اسکو بخاری مسلم نسائی ابن ماجہ نے مختصر روایت کیا ہے اور ترمذی نے انہیں ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے ویل ہے ایڑہیونکو آگ سے پھر کہا ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی روایت کیا ہے کہ جناب نے فرمایا خرابی ہے ایڑہیوں اور تلونکو آگ سے۔ صاحب کتاب فرماتے ہیں یہ حدیث جسکی طرف ترمذی نے اشارہ کیا ہے اسکو طبرانی نے کبیر میں اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں حدیث عبداللہ بن جزء الزبیدی سے مرفوع روایت کیا ہے اور امام احمدؒ نے ابو ہریرہؓ پر موقوف روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابوالہیثم رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کرتے ہوئے دیکہا فرمایا اندر پیالہ کے لے ابوالہیثم اسکو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور اسمیں ابن لہیعہ ہیں (اللہ اعلم اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وضو کے پانی اور برتن کو چھینٹوں سے بچانا چاہیئے)۔

اور حضرت عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم کو

دیکھا کہ اونکی ایڑہیاں چمک رہی تھیں (یعنی وضو میں خشک رہ گئی تھیں) فرمایا خرابی ہے ایڑہیوں کو آگ سے وضو کو کامل کرو اسکو مسلم ابو داؤد نے روایت کیا ہے اور لفظ ابو داؤد کے ہیں۔ اور نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اور بخاری نے اسکے قریب روایت کیا ہے۔

اور ابو روح کلاعی سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کے ساتھ نماز پڑہی اوسمیں سورہ روم پڑہی آپکو بعض جگہ متشابہ لگا فرمایا ہم پر شیطان نے پڑہنے کو صرف اس وجہ سے کیا ہے کہ بعض قومیں نماز میں بغیر وضو آجاتی ہیں پس جب تم نماز کو آیا کرو تو اچھی طرح وضو کر لیا کرو اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے تردد فرمایا ایک آیت میں جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا ہم پر قرآن شریف مشتبہ ہوگیا کچھ تو میں تم میں سے ہمارے ساتھ نماز پڑہتی ہیں۔ وضو اچھی طرح نہیں کرتے پس جو ہمارے ساتھ نماز میں حاضر ہوا کرے اچھی طرح وضو کیا کرے اسکو امام احمدؒ نے اسیطرح روایت کیا ہے اور دونوں روایتوں کے راوی حدیث صحیح میں قابل حجت ہیں اور اسکو نسائی نے ابو روح سے ایک آدمی کے واسطے سے روایت کیا ہے۔

۱۰۶　اور ابو رفاعۃ بن رافع رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے حضور نے ارشاد فرمایا کسی شخص کی نماز کامل نہیں ہوتی تاوقتیکہ وضو کامل نہ کرے جیسا کہ اللہ تعالے نے حکم فرمایا ہے اپنے چہرہ اور دونوں ہاتھونکو کہنیوں تک دہوئے اور سر کا مسح کرے اور دونوں پیرونکو ٹخنوں تک دہوئے اسکو ابن ماجہ نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

وضو کے بعد کچھ کلمات پڑہنے کی ترغیب

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ جناب نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے کہ وضو کرے اور اسکو کامل کرے پھر کہے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ اور اسکے لئے جنت کے آٹھوں دروازے نہ کہلیں کہ جس سے چاہے داخل ہوجائے اسکو مسلم ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور انھوں نے بجائے وضو کامل کرنے کے وضو اچھا کرے

فرمایا ہے اور ابو داؤد نے زیادہ کیا ہے پھر آسمان کیطرف نظر اُٹھا کر کہے وہی کلمہ اور ترمذی نے مثل ابو داؤد نے نقل کیا ہے اور اس میں یہ کلمات دعائیہ اور زیادہ کئے ہیں اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ۔ آخر حدیث تک نقل کیا ہے (ترجمہ) اے اللہ تو مجھکو توبہ کرنے والوں میں سے کرے اور خوب پاکی حاصل کرنیوالوں میں سے (شمار) کرے۔ مگر روایت ترمذی کی اس زیادتی میں کلام ہے (واللہ اعلم شاید مصنف نے اس حدیث کو رُدّی کرکے اسی کلام کی وجہ سے روایت کیا ہے جو ضعف کی دلیل ہے)

اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ جس شخص نے سورۂ کہف کی تلاوت کی اسکے واسطے بروز قیامت اسکے مقام سے مکہ معظمہ تک نور ہوگا اور جس شخص نے اس سورت کے آخر کی دس آتیں پڑہیں۔ اور پھر دجال لعین نکل آوے تو اسکو کچھ نقصان نہیں پہنچائیگا اور جس شخص نے وضو کرکر یہ کہا سبحانك اللھم وبحمدك اشھد ان لا الہ الا انت استغفرك واتوب الیك یہ اسکے واسطے ایک پرچہ پر لکھا جائیگا۔ پھر اسکو مہر شدہ کر دیا جائیگا پھر قیامت تک وہ مہر نہیں توڑی جائیگی (واللہ اعلم مقصود یہ ہے کہ یہ ذکر محفوظ رہے گا کسی عمل بد سے وہ بیکار اور ضائع نہ ہوگا) اسکو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور اسکے راوی سند صحیح کے ہیں اور یہ لفظ بھی طبرانی کے ہیں اور اسکو نسائی نے بھی روایت کیا اسکے آخر میں کہا ہے کہ اس پرچہ پر مہر لگائی جائیگی اور عرش کے نیچے رکھا جائیگا اور قیامت تک نہیں توڑا جائیگا مگر حضرت ابو سعید پر موقوف ہونا زیادہ درست ہے۔

۱۰۷

بعد وضو کے دو رکعتیں پڑھنے کی ترغیب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے فرمایا اے بلال تم مجھ سے بیان کرو جو کوئی زیادہ قابل امید تم نے اسلام میں داخل ہو کر کیا ہو اسواسطے کہ میں نے جنت میں اپنے آگے تمہاری جوتیونکی آواز سنی ہے۔ عرض کیا میں نے اپنے نزدیک اس سے زیادہ قابل امید کوئی عمل نہیں کیا کہ میں نے رات دن میں سے کسی وقت کوئی ایسا وضو نہیں کیا کہ اسکے ساتھ جو کچھ میرے لئے لکھا ہوا تھا نماز

نہ پڑہی ہو اسکو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسا آدمی نہیں ہے کہ وضو عمدہ کرے اور دو رکعتیں ایسے پڑہے کہ دل اور چہرہ کے ساتھ اُنکی طرف متوجہ ہو اور اسکے لئے جنت نہ واجب ہو (یعنی ضرور اس عمل سے اسکے واسطے جنت واجب ہو جائیگی) اسکو مسلم ابوداؤد و نسائی ابن ماجہ ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں ایک حدیث کے ضمن میں روایت کیا ہے۔

اور حضرت زید بن خالد جہنی رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے وضو کیا اور اسکو عمدہ کیا پھر دو رکعت پڑہیں کہ اونکے درمیان میں سہو اور غفلت نہ کی اسکے جتنے پہلے گناہ ہیں بخشے جائینگے اسکو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

اور حمران مولےٰ عثمان بن عفان رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے عثمان بن عفان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو دیکھا کہ انھوں نے وضو کا پانی منگایا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو برتن سے ڈالا اور انکو تین مرتبہ دہویا پھر داہنے ہاتھ کو پانی میں ڈالا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور ناک جھاڑی پھر اپنے چہرہ کو تین مرتبہ اور دونوں ہاتھوں کی کہنیوں کو تین مرتبہ دہویا پھر سر پر مسح کیا پھر دونوں پیر تین مرتبہ دہوئے۔ پھر فرمایا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے اس وضو کی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ پھر فرمایا کہ جس کسی نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا پھر دو رکعتیں پڑہیں کہ اونمیں اپنے دل سے باتیں نہ کیں اسکے جتنے پہلے گناہ ہیں سب بخشے جائینگے اسکو بخاری و مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

۱۰۸

اور حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے جس نے وضو عمدہ طرح پر کیا پھر کہڑے ہو کر دو یا چار رکعتیں پڑہیں۔ سہیل راوی نے شک کیا ہے اچھی طرح کیا اونمیں رکوع اور عاجزی کو پھر اللہ تعالےٰ سے مغفرت مانگے اسکو بخشا جائیگا اسکو امام احمدؒ نے اسناد حسن سے روایت کیا ہے۔

کتاب الصلوٰۃ

نماز کا بیان

اذان کی ترغیب اور اسکی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگ جانیں جو کچھ اذان اور صف اوّل میں (فضیلت) ہے پھر بجز قرعہ ڈالنے کے چارہ نہ پائیں تو بیشک قرعہ ڈالنے لگیں (یعنی اتنی حرص بڑھے کہ ہر ایک ان دونوں کاموں میں پیش قدمی کرے اور جھگڑا کرنے لگیں آخر قرعہ سے فیصلہ کرنا پڑے مگر غفلت میں پڑے ہیں اسوجہ سے یہانتک نوبت نہیں پہنچتی) اور اگر جانیں جو کچھ دوپہری میں اوّل وقت ظہر سے آنے میں فضیلت ہے تو اسکی طرف دوڑتے ہوئے آویں اور اگر جان لیں جو کچھ عشا اور صبح میں اجر ہے تو اس میں ضرور حاضر ہوں اگرچہ چوتڑیوں سرکنا پڑے اسکو بخاری مسلم نے روایت کیا ہے۔

۱۰۹

اور حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگ جان لیں کہ اذان کہنے میں کیا کچھ اجر ہے تو آپس میں تلواریں چل پڑیں۔ اسکو امام احمدؒ نے روایت کیا ہے اور اس میں ابن لہیعہ ہیں۔

اور حضرت عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی صعصعہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اون سے کہا کہ میں تم کو دیکھتا ہوں کہ تم ریوڑ اور جنگل کو دوست رکھتے ہو پس جب اپنے ریوڑ یا جنگل میں ہو اور اذان دو تو اذان میں آواز بلند کیا کرو اسواسطے کہ ایسا نہیں ہوسکتا کہ موذن کی بلند آواز کو کوئی جن یا انسان یا کوئی چیز سنے اور بروز قیامت اسکی شہادت نہ دے۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا میں نے اسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے اسکو امام مالک نسائی بخاری اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے جن وانس کے بعد درخت اور پتھر کو بھی زیادہ کیا ہے اور ابن خزیمہ نے

اپنی صحیح میں بھی روایت کیا ہے اسکے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے ابو سعید نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے نہیں سنے گا مؤذن کی آواز کو کوئی درخت نہ مٹی نہ پتھر نہ جن نہ انسان مگر کہ ضرور شہادت دینگے۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مؤذن کی مغفرت کیجائیگی جہانتک کہ اُسکی اذان پہنچے اور اسکی مغفرت مانگتی ہیں ہر تر اور خشک چیز۔ جو اذان سُنے اسکو امام احمدؒ نے اسناد صحیح سے روایت کیا ہے اور طبرانی نے کبیر میں اور بزار نے بھی روایت کیا ہے مگر بزار نے کہا ہے اور اسکی اجابت کرتا ہے ہر تر اور خشک۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نے فرمایا کہ مؤذن کی جسقدر آواز بلند ہوگی اسیقدر بخشش کیجائیگی اور ہر تر اور خشک چیز اسکی تصدیق کریگی۔ یہ امام احمدؒ کی روایت کا ترجمہ ہے اور ابو داؤد اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں بھی روایت کیا ہے ان دونوں کے نزدیک بجائے تصدیق کے شہادت ہے اور نسائی نے بھی روایت کیا ہے اور انھوں نے یہ زیادہ کیا ہے اور مؤذن کو مثل اون لوگوں کے اجر ملے گا جنہوں نے اسکے ساتھ نماز پڑھی ہے (یعنی جتنا تمام نمازیوں کو اجر ملیگا اتنا اس تنہا کو ملے گا) اور ابن ماجہ کے نزدیک اسطرح ہے اسکی مغفرت اسکی درازی آواز کے برابر ہوگی اور ہر تر اور خشک اسکے لئے مغفرت مانگتے ہیں اور نماز میں حاضر ہونے والے کیلئے پچیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دو نمازوں کے درمیان کا کفارہ ہوجاتا ہے۔ خطابی نے اس حدیث کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ مؤذن آواز کے بلند کرنے میں جسقدر اپنی وسعت کو صرف کرتا ہے اسیقدر مغفرت ہوتی ہے۔ اگر اپنی پوری وسعت کو صرف کردیا تو پوری کامل مغفرت ہوجاتی ہے حافظ مصنف کتاب فرماتے ہیں اس مطلب کی شہادت وہ روایت کرتی ہے۔ جس میں فرمایا ہے اوسکی مغفرت بقدر درازی اسکی آواز کے ہوگی اور خطابی نے فرمایا ہے اسکا یہ بھی مطلب ہوسکتا ہے کہ بطور تمثیل فرماتے ہیں کہ اگر اسکے گناہ اسقدر ہوں کہ جہانتک اسکی آواز پہنچتی ہے وہاں تک کی زمین اون گناہوں سے پُر ہوجائے تو اذان کی برکت سے معاف ہوجائینگے۔

اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے

۱۱۰

فرمایا اللہ تعالے اور اسکے فرشتے صف اوّل پر درود بھیجتے ہیں اور مؤذن کی مغفرت اسکی انتہائی آواز تک کیجاتی ہے اور جو کوئی تر خشک سنتا ہے اسکی تصدیق کرتا ہے اور جتنے آدمی اسکے ساتھ نماز پڑہتے ہیں اونکے برابر اسکو اجر ملتا ہے۔ اسکو امام احمد اور نسائی نے اچھی جید اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے اور طبرانی نے ابوامامہ سے روایت کیا ہے اسکے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مؤذن کی بمقدار درازی آواز کے مغفرت ہوگی اور اسکا اجر مثل اجر اون لوگوں کے ہے جنہوں نے اسکے ساتھ نماز پڑہی ہے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام ضامن ہے اور مؤذن امانت دار ہے اے اللہ اماموں کو ہدایت دے اور مؤذنوں کی مغفرت فرما اسکو ابوداؤد ترمذی ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں مگر ان دونوں نے یوں روایت کیا ہے پس اللہ ہدایت کرے اماموں کو اور مؤذنوں کی مغفرت فرمائے اور ابن خزیمہ کی ایک روایت مثل ابوداؤد کی روایت کے ہے اور اسکی دوسری روایت میں اسطرح ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مؤذن لوگ امین ہیں اور امام لوگ ضامن ہیں اے اللہ مؤذنوں کو بخشدے اور اماموں کو درست یہ دعا تین مرتبہ کی اور اسکو امام احمد نے حضرت ابوامامہ کی روایت سے اسناد حسن سے بیان کیا ہے۔ ۱۱۱

اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے امام ضامن ہے اور مؤذن امانت دار ہے پس اللہ اماموں کو ہدایت کرے اور مؤذنوں سے معاف کرے اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے۔ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب اذان دیجاتی ہے تو شیطان گوز مارتا ہوا بہاگتا ہے تاکہ اذان نہ سُنے جب اذان پوری ہوجاتی ہے واپس آجاتا ہے پھر جب اقامت کہی جاتی ہے تو بھاگتا ہے جب پوری ہوجاتی ہے آجاتا ہے۔ یہانتک کہ انسان کے دل میں وسوسہ ڈالنے لگتا ہے کہتا ہے فلاں بات یاد کر فلاں بات یاد کر ایسی باتونکو یاد دلاتا ہے کہ پہلے اونکو یاد بھی نہیں کرتا تھا۔ یہانتک کہ آدمی ایسا ہوجاتا ہے کہ نہیں جانتا کہ کتنی پڑہی ہے اسکو امام مالک اور بخاری مُسلم

ابوداؤد و نسائی نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے کہ شیطان جب نماز کی ندا سُنتا ہے چلا جاتا ہے یہانتک کہ بمقدار مکان روحا پہنچ جاتا ہے راوی کہتے ہیں کہ روحا مدینہ منورہ سے چھتیس میل ہے۔ اسکو مُسلم نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں میں نے رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے مؤذن لوگ بروز قیامت تمام لوگوں سے زیادہ دراز گردن والے ہونگے اسکو مُسلم نے روایت کیا ہے اور اسکو ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں بروایت ابوہریرہؓ روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بہترین بندوں میں سے وہ لوگ ہیں کہ چاند سُورج اور ستاروں کی خبرگیری رکھتے ہیں خدا کے ذکر کے واسطے یہ لفظ طبرانی کے ہیں اور بزار اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور پھر موقوف بھی روایت کی ہے اور کہا ہے یہ پہلی روایت کو فاسد نہیں کرتی اسواسطے کہ ابن عینیہ حافظ ہیں اور ایسے ہی ابن مبارک ہیں اور اسکو ابوحفص بن شاہین نے بھی روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث مسعر سے روایت کرتے میں ابن عینیہ تنہا ہوتے ہیں اور یہ حدیث غریب صحیح ہے۔

۱۱۲

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص مشک کے ٹیلوں پر ہونگے (راوی کہتے ہیں) میں عبداللہ کو خیال کرتا ہوں کہ انھوں نے روز قیامت بھی کہا تھا اور ایک روایت میں زیادہ کیا ہے کہ اون تینوں پر پہلے پچھلے رشک کرینگے ایک وہ غلام کہ اوسنے اللہ کا اور اپنے مالکوں کا حق ادا کیا اور ایک وہ آدمی ہے کہ اوس نے کسی قوم کی امامت کی اور وہ قوم اوس سے خوش ہوں اور ایک وہ آدمی کہ پانچوں نمازوں کی ہر رات دن اذان دے۔ اسکو امام احمد اور ترمذی نے بسند سفیان عن ابی الیقظان عن زاذان عن عبداللہ روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ حدیث حسن غریب ہے

(باقی آئندہ)

علم میں کامل ہو جائے اور پورا علم حاصل کرے تو وہ بھی اس خست سے ضرور دُور ہو گا۔ اور
جن لوگوں میں خست پائی جاتی ہے۔ جب غور سے دیکھا جاتے گا تو معلوم ہو گا کہ یہ لوگ عالم ہی
نہیں ہیں۔ کیونکہ عالم تو وہ ہے جسکو علم میں کمال ہو۔ اور کمال کا ثمرہ ہے بے پرواہ ہونا۔ جسکو کمال
ہو گا وہ ضرور بے پرواہ ہو گا۔ دیکھئے بڑھئی۔ راج۔ لوہار جب اپنے کام میں کاریگر ہو جاتے ہیں۔
اور کمال حاصل ہو جاتا ہے تو کیسے بے پرواہ ہو جاتے ہیں۔ تو علم کیا ان ذلیل کاموں کے برابر
بھی اثر نہیں رکھتا۔ ضرور رکھتا ہے اور یقینی بات ہے۔ کہ جسمیں بے پروائی نہیں ہے اسکے کمال
ہی میں کمی ہے۔ علامہ تفتازانیؒ ایک بڑے بھاری عالم تھے اونکا قصہ لکھا ہے کہ جب امیر تیمور بادشاہ
کے دربار میں آتے تو امیر تیمور چونکہ لنگڑا تھا اس وجہ سے پیر پھیلائے بیٹھا تھا۔ آپ نے بھی پیر پھیلا دئیے
امیر تیمور کو بُرا معلوم ہوا اور کہا کہ مجھے تو عذر ہے کہ میرے پیر میں لنگ (لنگڑا پن) ہے۔ آپ نے
فرمایا کہ مجھے بھی عذر ہے کہ مجھکو لنگ آتی ہے۔ یعنی اس سے کہ بادشاہ تو پیر پھیلائے بیٹھے اور
میں پیر سکیڑ کر بیٹھوں۔ صاحبو! جن لوگونکو آپ عالم کہتے ہیں۔ وہ یہ واعظ ہیں جو وعظ کہتے پھرتے ہیں
جنھوں نے تھوڑی سی اُردو فارسی کی کتابیں پڑھ لی ہیں اونکو علم کی ہوا بھی نہیں لگی۔ یہ لوگ اپنے
کو عالموں کے لباس میں ظاہر کرتے ہیں۔ اور اُنکی جہالت کی یہ حالت ہے۔ کہ ایک واعظ صاحب نے
سورہ کوثر کا وعظ کہا۔ اور ترجمہ پہلی آیت کا یہ کیا۔ کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہم نے تجھکو ثمر کے
شل دیا۔ اس احمق سے کوئی پوچھے کہ شل کس لفظ کے معنی ہوئے۔ اسی طرح ایک واعظ گنگوہ میں
آیا۔ اور وعظ کہا۔ جب جنت دوزخ کا ذکر کرتا۔ تو جہنم کی جگہ جہندم کہتا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ظالم
نے کہیں لکھا ہوا بھی دیکھا تہا۔ صرف کیسی کی زبان سے سُن لیا ہو گا۔ اس سے بھی زیادہ مزیدار یہ قصہ
ہے کہ سہارنپور میں ایک وعظ کہنے والے آتے۔ جمعہ کی نماز کے بعد کہا۔ ساہبو (صاحبو!) یہاں واج
(وعظ) بھی ہوا کرے ہے۔ معلوم ہوا کہ نہیں ہوتا۔ آپ نے پکار دیا۔ بھائیو واج ہوگی۔ لوگ ٹھہر گئے
منبر پر بیٹھکر لیس شریف کی غلط سلط آیتیں پڑہیں اور غلط سلط ترجمہ کر کے دعا مانگ کر کھڑا ہو گیا۔
وہاں ایک مولوی صاحب بھی بیٹھے تھے۔ مگر تھے بیچارے اندہے۔ انھوں نے اس واعظ کو بلا کر
پوچھا۔ تمہاری تحصیل کہانتک ہے۔ یعنی تم نے کہانتک کتابیں پڑہی ہیں۔ تو آپ کیا فرماتے ہیں۔
ہماری تسیل (تحصیل) ہے ہاپوڑ۔ پھر انھوں نے صاف کر کے پوچھا کہ تم نے پڑھا کیا کیا ہے تو آپ

فرماتے ہیں ہم نے سب کچھ پڑھا ہے۔ نور نامہ، سانپ نامہ۔ دائی حلیمہ کا قصہ۔ معجزہ آل نبی۔ اور تو کیا جانے اندھے۔ یہ نمونہ ہے واعظ صاحب کی لیاقت کا۔ لیکن پھر بھی ان لوگوں سے اتنا نقصان نہیں ہوتا۔ کیونکہ دیکھنے والے اور سننے والے انکی اس جہالت کی وجہ سے پہلے ہی معتقد نہیں ہوتے۔ البتہ ان لوگوں سے گہرا نقصان پہنچتا ہے۔ جنکی زرق برق تقریریں ہوتی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بڑے عالم وعظ کہہ رہے ہیں۔ مگر علم دیکھئے تو عربی کی چھوٹی سی کتاب بھی شاید نہ پڑھی ہو۔ یہ لوگ ہیں جنھوں نے مسلمانوں کو تباہ کیا۔ خود ڈوبے اور دوسروں کو بھی لے ڈوبے۔ غرض جو حقیقت میں عالم ہیں اونسے تو کچھ گمراہی نہیں پھیلی۔ اور جو نام کے عالم ہیں۔ انکو عالم کہنا ہی غلط ہے ایک شبہ شاید کسیکو یہ پیدا ہو۔ کہ عالموں میں چونکہ آپس میں اختلاف ہے کہ کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ کہتا ہے۔ اس اختلاف کی وجہ سے لوگ گمراہ ہوگئے۔ میں کہونگا اگر اختلاف کی وجہ سے لوگ گمراہ ہوئے۔ تو اسمیں بھی قصور انہیں کا ہے۔ کیونکہ اختلاف جیسے عالموں کے اندر پایا جاتا ہے اسیطرح حکیموں میں بھی اختلاف ہوتا ہے ڈاکٹروں میں بھی ہوتا ہے۔ غرض اختلاف سے کوئی فرقہ خالی نہیں۔ پس اگر عالموں کے اختلاف سے عوام کو نقصان پہونچا تو کیا وجہ حکیموں اور ڈاکٹروں کے اختلاف سے نقصان نہیں پہونچا۔ وہاں کونسی تدبیر انھوں نے کی جسکی بدولت حکیم عبد المجید اور حکیم عبد العزیز کے اختلاف کے نقصان سے بچے رہے تدبیر یہ کی کہ کسی پہچان سے معلوم کیا کہ کونسا زیادہ کامل ہے۔ بس جو کامل ہوا اسی کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور دوسرے کو چھوڑ دیا۔ صاحبو کیا دو دن کی زندگی اور چند روز کے آرام کیلئے تو اسکی ضرورت ہے اور جہاں ہمیشہ رہنا ہے اُس جگہ کے لئے اس تدبیر کی ضرورت نہیں۔ اگر نہیں معلوم ہوتی تو کس بات کے آپ مسلمان ہیں اور اگر اسکی ضرورت معلوم ہوتی ہے۔ تو اسکے لئے کیوں اس تدبیر پر عمل نہیں کرتے۔ اور اختلاف کے نقصان سے کیوں نہیں بچتے۔ جس پہچان سے آپ نے بہت سے حکیموں میں سے کامل حکیم کو چھانٹ لیا تھا۔ اسی پہچان سے یہاں بھی کام لو۔ مثلاً وہاں یہ پہچان رکھی تھی۔ کہ اُسنے کسی بڑی جگہ پڑھا ہو سند حاصل کی ہو اُسکے ہاتھ سے اکثر بیمار اچھے ہوتے ہیں۔ اسمیں حرص اور لالچ نہ ہو۔ بیماروں پر مہربان ہو۔ بیماری کے پہچان لینے میں پوری مہارت ہو۔ اسی پہچان سے عالموں کو چھانٹنا چاہیئے۔ کہ اسکے ہاتھ سے

جاہل خوش تقریر سے زیادہ نقصان ہوتا ہے

۱۸

اختلاف سے بچنے کی تدبیر

کامل عالم کی پہچان

اکثر لوگوں کو ہدایت ہوتی ہو۔ جو دین طلب کرے اوسپر مہربان ہو۔ خود دُنیا سے نفرت رکھتا ہو۔ گناہوں سے بچتا ہو۔ کسی بزرگ کی صحبت میں رہا ہو۔ اوس پر خدا کا خوف غالب ہو۔ پس جس عالم میں یہ خوبیاں ہوں۔ اسکے کہنے پر عمل کرو۔ کیونکہ یہ تم کو جو کچھ بھی بتلائیگا۔ اُسمیں خدا کا خوف کریگا۔ اور گو بڑ کچھ کا کچھ نہ بتلائیگا۔ لیکن دوسرونکو بھی بُرا نہ کہو۔ بہرحال یہ شبہ جاتا رہا کہ عالموں کے اختلاف سے لوگ گمراہ ہوئے۔ اب صرف دو فرقے ایسے رہگئے جنکی وجہ سے زیادہ تر گمراہی پھیلی۔ ایک امیروں کا فرقہ دوسرا فقیروں کا۔ کہ ان میں سے اکثر خود بھی گمراہ ہیں۔ اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ بہت ہی کم اس سے بچے ہوئے ہونگے۔ بعض ان میں کے ایسے بزرگ بھی ہیں کہ انکو ابراہیم ادہمؒ کہنا چاہیئے۔ اور جنید بغدادیؒ کہنا چاہیئے۔ لیکن حضرت جنیدؒ کی تو یہ حالت تھی۔ کہ ایک شخص آپ کا امتحان کرنے آیا۔ اور دس برس تک آپ کے پاس رہا مگر معتقد نہ ہوا ایک روز کہنے لگا کہ میں نے آپ کی بزرگی کی شہرت سُنی تھی لیکن میں دس برس سے آپ کے پاس ہوں اس مدت میں میں نے آپ کی کوئی کرامت نہیں دیکھی۔ آپ نے فرمایا کہ تونے اس مدت میں جنیدؒ کو کوئی چھوٹا یا بڑا گناہ کرتے بھی دیکھا۔ اس نے جواب دیا کہ گناہ تو کوئی نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ جنیدؒ کی یہ کچھ کم کرامت ہے کہ دس برس تک اُس سے خدا کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ ہو۔ ایسا ہی اونکا ایک دوسرا قصہ ہے کہ اونکے زمانہ میں کچھ لوگ اپنے کو صوفی مشہور کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ ہم تو پہونچے ہوئے ہیں نماز روزون کی ہمیں ضرورت نہیں۔ یہ بات جب حضرت جنیدؒ تک پہونچی تو آپ نے فرمایا۔ کہ اس بات میں تو سچے ہیں کہ ہم پہونچے ہوئے ہیں۔ مگر دوزخ تک پہونچے ہوتے ہیں۔ خدا تک پہونچے ہوئے نہیں ہیں اور پھر فرمایا کہ اگر میں ہزار برس زندہ رہوں تو نفل بھی بغیر مجبوری کے نہ چھوڑوں جو فقیر ایسا ہو وہ البتہ جنیدؒ وقت ہے۔ تو فقیرون میں بعضے ایسے بھی ہیں کہ وہ جنیدؒ بغدادی کے مثل ہیں۔ اور امیرون مین بھی بعض حضرت ابراہیمؒ ادہم کی طرح ہیں۔ لیکن کثرت سے ایسے ہی ہیں جنمیں بددینی اور بدعت کا زور ہے اور ایک جماعت بدعتیون میں سے ایسی ہے۔ جو ہم لوگونکو وہابی کہتی ہے۔ لیکن ہماری سمجھ میں آجتک یہ بات نہ آئی کہ ہم کو کس مناسبت سے وہابی کہا گیا۔ کیونکہ وہابی وہ لوگ ہیں جو کہ ابن عبدالوہاب کی اولاد دینی ہیں۔ اس کے

۱۹

مذہب پر چلتے ہیں۔ ابن عبدالوہاب کے حالات کتابوں میں لکھے ہیں ہر شخص اونکو دیکھکر معلوم کر سکتا ہے۔ کہ وہ نہ مذہب کے اعتبار سے ہمارے بزرگوں میں ہے۔ نہ نسب کے اعتبار سے۔ البتہ آجکل جو لوگ چاروں اماموں میں سے کسیکو نہیں مانتے۔ اونکو ایک اعتبار سے وہابی کہنا درست ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اونکے اکثر خیالات ابن عبدالوہاب سے ملتے جلتے ہیں۔ البتہ ہم لوگونکو حنفی کہنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ معلوم ہو چکا ہے۔ کہ چار امام ہیں۔ یعنی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔ امام شافعیؒ۔ امام احمدؒ بن حنبلؒ۔ امام مالکؒ بن انسؒ ان اماموں کے مذہب سے باہر ہونا جائز نہیں۔ بلکہ اپنے ملک میں ان چاروں اماموں میں سے جسکے مذہب کا رواج ہو اسی کا تابع بنا رہنا واجب ہے۔ تو چونکہ ہندوستان میں امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کا رواج ہے اسلئے ہم اونہیں کے مذہب پر چلتے ہیں۔ پھر ہم وہابی کیسے ہو سکتے ہیں۔ اور اگر اسپر بھی ہمیں وہابی کہا جاوے۔ تو ہم لوگ اس سے برا نہیں مانتے لیکن اتنا ضرور کہے دیتے ہیں کہ قیامت میں اس بہتان لگانے کی تم کو سزا ملیگی۔ آجکل کے فقیروں نے جو بدعتیں کر رکھی ہیں۔ میں ایک ایک کرکے تمہیں تبلاتا مگر وقت میں گنجایش نہیں۔ اور عالموں نے پوری طرح کتابوں میں لکھدیں۔ اونہیں پڑھوا کر سن لینا البتہ ایک پہچان بدعت کی تبلائے دیتا ہوں اور وہ یہ ہے۔ کہ جو بات قرآنؔ حدیثؔ فقہ میں سے کسی ایک سے بھی ثابت نہ ہو اوسکو ثواب کا کام سمجھکر کیا جاوے۔ وہ بدعت ہے۔ اس پہچان کے بعد دیکھہ لیجئے کہ ہمارے بھائیوں کے جو کام ہیں جیسے عرس کرنا فاتحہ دلانا اور مردہ کو ثواب پہچانے کے لئے دن مقرر کرنا۔ یہ قرآن حدیث فقہ کسی سے بھی ثابت نہیں لیکن پھر بھی اُن کو دین کی بات سمجھکر کرتے ہیں۔ اگرچہ سمجھدار آدمیوں کا عقیدہ ان مسئلوں میں خراب نہیں۔ لیکن اُنکے کرنے سے عوام کا عقیدہ تو خراب ہو جاتا ہے۔ اور امام ابو حنیفہؒ کی فقہ میں یہ مسئلہ ہے کہ اگر سمجھدار لوگ کوئی ایسا کام کرنے لگیں جسکے کرنے کا شرع نے حکم نہیں کیا۔ اور اس سے عوام کے عقیدہ میں خرابی پھیلے۔ تو سمجھدار لوگوں کو بھی اُس کام کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ ہاں جو کام ایسا ہے کہ شرع نے اوسکا حکم کیا ہے لیکن لوگوں نے اوسمیں خرابیاں ڈال رکھی ہیں۔ تو وہاں یہ حکم ہے کہ جو خرابیاں اوسمیں مل گئی ہیں اونکے مٹانے کی کوشش کرینگے اور اوس کام کو نہ چھوڑینگے۔ مثلاً جنازہ کے ساتھ جانے کا شرع نے حکم کیا ہے۔ تو اگر اوسمیں لوگ

۲۰ بدعت کی پہچان

جس کام کا شرع نے حکم نہیں کیا اور اس سے عوام کا عقیدہ خراب ہو تو سمجھدار لوگوں کو بھی اوسکو چھوڑ دینا چاہیے ۱۲

بُری باتیں بھی بڑھالیں تب بھی جنازہ کے ساتھ جانا نہ چھوڑینگے۔ پس ثواب پہنچانے میں دو باتیں
ہیں ایک تو وقت کا مقرر کرلینا۔ دوسرے ثواب پہنچانا۔ ان میں سے پہلی بات یعنی وقت مقرر کرنا
شرع سے کچھ بھی ضروری نہیں اگرچہ جائز ہے۔ لیکن اس سے عوام میں خرابی پھیلتی ہے اسلئے وقت
مقرر کرنا چھوڑ دینگے۔ البتہ اگر ساری امت کا یہ عقیدہ ہوجاوے کہ وہ وقت مقرر کرنے کو
ضروری نہ سمجھے تو سب کو وقت مقرر کرنے کی اجازت دیدینگے۔ لیکن حالت موجودہ میں (جبکہ
اکثروں کا یہ خیال ہے کہ خاص تاریخوں میں ثواب پہنچانے سے زیادہ مقبولیت ہوتی ہے)
کیسے اجازت دیدیجائے۔ کیونکہ ایسا خیال رکھنا تو شریعت کے خلاف ہے۔ چنانچہ ایک شخص نے
مجھ سے کہا کہ گیارہویں اٹھارہ تاریخ تک تو ہوسکتی ہے پھر نہیں ہوسکتی۔ خیال تو کیجئے اس سے
بڑھکر عقیدے اور کیا خراب ہونگے۔ ایک وعظ میں مَیں نے ان رسموں کا بیان کیا تو بعد وعظ کے
ایک صاحب کہنے لگے کہ مولویوں کو ایسے مضمون بیان نہ کرنا چاہئیں کہ مسلمانوں میں اس سے
اختلاف پیدا ہوتا ہے۔ اور جُدا جُدا فرقے بنے جاتے ہیں۔ میں نے کہا کہ ہمارا بیان کرنا تو آپکے
عمل کرنے پر موقوف ہے۔ جیسے لوگوں کے عمل ہونگے اور جیسی اونکی حالت ہوگی۔ ویسا ہی ہم
بیان کرینگے۔ اگر لوگ ان رسمونکو چھوڑ دیں۔ تو ہم بھی اس قسم کے بیان کو چھوڑ دینگے۔ تو جُدا
جُدا فرقے ہوجانیکا الزام ان کاموں کے کرنے والوں پر ہے نہ کہ ہم پر۔ نہ یہ ایسے کام کرتے۔
نہ ہم اس قسم کا بیان کرتے۔ غرض ان کاموں کا شرع نے حکم نہیں کیا اور ان سے خرابیاں بہت
کُچھ پھیل رہی ہیں۔ اسلئے ان سب کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ ایک تو دن مقرر کرنا چھوڑ دو۔ دوسرے
جو طریقہ ثواب پہنچانے کا گھڑ رکھا وہ بھی چھوڑ دینے کے قابل ہے۔ مجھسے ایک دیہاتی کہنے لگا۔ کہ
اگر ثواب پہنچانے کے وقت کھانے پر چند سورتیں پڑھ لیجائیں تو حرج ہی کیا ہے۔ میں نے جواب دیا
کہ جب روپیہ یا کپڑا خیرات کرتے ہو۔ تو اوس پر سورتیں کیوں نہیں پڑھتے۔ جس مصلحت سے کھانے پر
سورتیں پڑھی جاتی ہیں۔ اُسی مصلحت سے کبھی روپے یا کپڑے پر کیوں نہیں پڑھی جاتیں۔ اس کا
کُچھ جواب نہیں۔ اور ایک نیت میں بھی درستی کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ ثواب پہنچانے میں اکثر نیت یہ
ہوتی ہے۔ کہ ہم انکو ثواب پہنچائینگے تو اونسے ہمارے دُنیا کے کام نکلیں گے۔ صاحبو! اگر عقیدہ
خراب ہونیکا بھی خیال نہ کرو تب بھی تو یہ نیت کرنا نامناسب بات ہے۔ کیونکہ اسکی ایسی مثال ہے

21

کہ آپ کسی شخص کے پاس ہدیہ کے طور پر مٹھائی بھیجیں اور اسکے بعد اس شخص سے کہیں کہ آپ میرے مقدمہ میں گواہی دیدیں۔ اندازہ کیجئے کہ یہ شخص کسقدر ناراض ہوگا۔ اور اس سے اسکو کیسی تکلیف ہوگی۔ پس جب دنیا والوں کو تکلیف ہوتی ہے تو اللہ والوں کو تو اس سے زیادہ تکلیف ہوگی۔ پس جسوقت اونکو یہ معلوم ہوتا ہوگا کہ یہ ہدیہ اس غرض سے دیا ہے۔ تو اونہیں کسقدر ناگوار ہوتا ہوگا۔ اسکے سوا کسقدر شرم کی بات ہے۔ کہ اللہ والوں سے دنیا کیلئے محبت ہو۔ اُن کے پاس دنیا کہاں ہے۔ اُن سے دنیا کی اُمید رکھنی بالکل ایسی بات ہے۔ جیسے کسی سُنار سے کھرپا بنانے کی اُمید رکھنا یا کسی حکیم سے یہ فرمایش کرنا کہ تم چلکر ہمارے گھر کی گھاس کھود دو! صاحبو! ہم کو حضرت سید غوث الاعظم بڑے پیر صاحب سے جو محبت ہے۔ تو اسلئے کہ انھوں نے ہم کو ہدایت کا راستہ دکھلایا اسکے بدلہ میں ہم اونکو کچھ ثواب بخشدیں کہ اونکی روح خوش ہو۔ اور اُسکے خوش ہونے سے خدا تعالےٰ خوش ہوں اور اس تقریر سے یہ بھی معلوم ہوگیا ہوگا کہ ہم لوگ ثواب پہنچانے سے منع نہیں کرتے (بلکہ جو اُسکے اندر خرابیاں کر رکھی ہیں اونکو منع کرتے ہیں) اور اوسکی اصلاح کرتے ہیں۔ جس دن عام طور پر اصلاح ہوجائیگی۔ اُسدن ہم یہ بھی نہ کہیں گے۔ مگر جبتک اصلاح نہ ہو۔ اُسوقت تک ہم ضرور ناجائز ناجائز کہتے رہیں گے۔ رہی بدنامی۔ سو خدا کا شکر ہے کہ دین کے پھیلانے میں ہم کو اسکی کچھ پرواہ نہیں۔

(۶) ایک فرقہ مسلمانوں میں ایسا بھی ہے کہ اُسکے عقیدے اور عمل سب درست ہیں مگر اس فرقہ کو اپنی اچھائی کا بڑا غرور ہے۔ اور دوسرے مسلمانوں کو حقیر و ذلیل سمجھتا ہے۔ مگر صاحبو! غرور کس پر کیجئے۔ جنکو تم گنہگار سمجھتے ہو۔ اُن میں بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ وہ اگرچہ خراب عقیدوں کی گمراہی میں پھنسے ہوئے ہیں۔ لیکن اونکو کچھ بھی گناہ نہیں۔ کیونکہ وہ بیچارے انجان تھے۔ کسی نے غلط بات بتاکے اونہیں گمراہ کردیا۔ تو انکا گناہ بھی گمراہ کرنے والے کے ذمہ ہوگا۔ کیونکہ جو شخص علم تو کچھ رکھتا نہیں ویسے ہی دوسرونکو مسئلے بتاتا ہے تو ان سب کا گناہ اسی کے ذمہ ہے۔ تو بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ اونکو کچھ بھی خبر نہیں کہ جو بات ہمیں بتائی ہے وہ ٹھیک ہے یا غلط جیسا کسی نے بتادیا ویسا کرلیا پھر تو انہیں کچھ گناہ نہیں۔ کس طرح اون لوگونکو حقیر سمجھا جاسکتا ہے اسکے سوا یہ بات ہے کہ کسی شخص کا کیا منہ ہے کہ جو اپنے اچھے ہونے کا دعوےٰ کرے۔ کیونکہ

۲۲

دین پھیلانے میں بدنامی کا کچھ خیال نہ کرنا چاہیئے

بعض لوگ عقیدے اور عمل کے اچھے ہیں لیکن دوسروں پر غرور ہے

خاتمہ کا حال کسے معلوم ہے۔ کیا خبر کس کا خاتمہ کیسا ہو۔ پھر دوسرے مسلمانوں کو کوئی نیک آدمی کیونکر ذلیل سمجھ سکتا۔ اور اون پر کیسے طعن کر سکتا ہے۔ حدیث کا مضمون ہے۔ کہ سب انسان آپس میں اعضا کی طرح ہیں۔ یعنی تمام مسلمان مثل ایک تن کے ہیں۔ اور جب یہ حالت ہے تو مسلمانوں کے دوزخ میں جانے سے آپکا دل دُکھنا چاہیئے۔ اور رنج ہونا چاہیئے۔ اور اونکے بچانے کی تدبیر میں لگنا چاہیئے۔ ہم کو گنہگار مسلمانوں کے ساتھ وہی خیر خواہی ہونی چاہیئے۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تھی ایکمرتبہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور زنا کرنیکی اجازت چاہی۔ صحابہؓ نے سنکر اسکو ڈانٹنا چاہا۔ حضور نے منع فرمایا اور نہایت اطمینان سے فرمایا۔ کہ کیا تو اپنی ماں کے ساتھ ایسا کیا جانا پسند کرتا ہے اُسنے کہا نہیں۔ فرمایا بہن کے ساتھ کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا بس جس سے تم زنا کروگے۔ وہ بھی کسیکی ماں کسی کی بہن ہوگی۔ جو بات اپنے لئے پسند نہیں کرتے۔ وہ دوسروں کے لئے کیوں پسند کرتے ہو۔ دیکھیئے حضور کی نرم مزاجی کی یہ حالت تھی۔ اور اسطرح نصیحت کرنیکی عادت تھی۔ اور کیوں نہ ہوتی۔ بلکہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو دشمنوں اور کافروں تک کی بھی خاطرداری فرماتے تھے۔ کفار آپ کو ستاتے۔ اور پہاڑوں پر جس فرشتہ کی حکومت ہے۔ وہ فرشتہ آکر عرض کرتا کہ اگر اجازت ہو تو میں ان سب کو پہاڑوں سے ہلاک کردوں۔ آپ فرماتے تم میرے اور میری قوم کے معاملہ میں دخل مت دو۔ تو جب حضور کو کافروں تک کی خاطرداری منظور تھی۔ تو ہم میں آج کونسی بڑائی پیدا ہوگئی ہے۔ کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو ذلیل سمجھیں اور اون سے غرور کے ساتھ پیش آئیں۔ شیخ سعدی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے سنا ہے کہ اللہ والوں نے کبھی دشمنوں کا دل بھی نہیں دکھایا ہے۔ تمہیں یہ مرتبہ کیسے میسر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ تمہاری تو دوستوں ہی سے لڑائی رہتی ہے۔ اور جب تم دوستوں سے لڑتے اور انکو حقیر سمجھتے ہو۔ تو کس منہ سے اپنے کو مسلمان کہتے ہو۔ دوسرے یہ بات بھی ہے کہ یہ کام وہی شخص کرتا ہے جو خدا سے غافل ہو۔ حضرت بہلول کی حکایت ہے کہ وہ ایک صوفی پر گذرے جو لوگوں سے لڑ بھڑ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ شخص دعویٰ صوفی ہونیکا کرتا ہے۔ لیکن اگر اپنے دوست کو پہچان لیتا (یعنی اللہ تعالےٰ کو) تو دشمن سے لڑنے بھڑنے میں مشغول نہ ہوتا۔ یعنی دوست ہی سے فرصت نہ ملتی۔ پھر دوسروں سے کیسے لڑتا۔ صاحبو! کیا بھروسہ ہے کہ شام تک ہماری کیا حالت ہوگی۔ اور چار دن کے بعد ہم کیا ہو گئے

مسلمانوں سے ہمدردی کا نتیجہ [illegible]

حضور کی نرم مزاجی کی حکایت

۲۳

[illegible]

اگر قبر میں ایمان ساتھ گیا تو سب کچھ ہے۔ ورنہ کچھ بھی نہیں۔ تو جبکہ ہماری اسوقت کی حالت میں سینکڑوں خرابیاں ہیں۔ اور اس حالت پر بھی کچھ اطمینان نہیں اندیشہ لگا ہوا ہے کہ اس سے بھی زیادہ خراب نہ ہو جائے تو بڑی جہالت کی بات ہے۔ کہ ہم دوسروں پر ہنسیں اور اونکو ذلت کی نظر سے دیکھیں۔ بڑا پاگل ہے وہ شخص کہ اُسپر بیسیوں فوجداری کے مقدمے ثابت ہیں اور وہ دوسرے دیوانی کے مقدمہ والوں کو ذلیل سمجھتا ہے۔ اور اونکو بُرا بھلا کہتا پھرتا ہے۔ تو اس وجہ سے میں اس فرقہ کو خاص طور پر کہتا ہوں کہ اگرچہ تمہارے عقیدے درست ہیں اور ظاہر میں عمل بھی خراب نہیں معلوم ہوتے لیکن تم اپنے دل کی حالت میں غور کرو اور دل کی حالت کو اچھا نہ سمجھو۔ کیونکہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اونکا ظاہر تو درست ہوتا ہے۔ لیکن دل بھیڑیئے کے دل کی طرح ہوتا ہے۔ پس اوسکے سنوارنے کی فکر کرو۔ مگر خرابی تو یہ ہے کہ دل کی حالت سنوارنے کو ضروری نہیں سمجھتے۔ چنانچہ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے۔ کہ مدار صرف عقیدوں پر ہے۔ اگر عقیدے درست کر لئے تو پھر نجات ہے۔ مگر یہ بالکل غلط ہے۔ یہ مانا کہ عقیدے درست ہونے سے کبھی نہ کبھی نجات ہو جائیگی لیکن یہ بات غلط ہے کہ صرف عقیدوں کے درست ہونے سے اول ہی سے نجات ہو جائے گی اور کچھ عذاب نہ ہوگا۔ اور بعضے لوگونکا یہ غلط خیال ہے کہ صرف حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا دعویٰ کرنا نجات کے لئے کافی ہے۔ اگر حضور سے محبت ہو تو نہ سوال جواب ہوگا۔ نہ حساب کتاب ہوگا۔ پس ان سب لوگوں کو چاہیئے۔ کہ باطن کی بھی فکر کریں۔ جسکا طریقہ یہی ہے۔ کہ اپنے کو بالکل مٹا وے۔ اور تواضع پوری طرح اختیار کرے۔ اور یہی تواضع جڑ ہے اتفاق کی بھی۔ آجکل لوگ اتفاق کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر اتفاق کی جو جڑ ہے۔ اسکو بالکل چھوڑ رکھا ہے۔ کیونکہ اتفاق ہمیشہ اس سے پیدا ہوتا ہے کہ ہر شخص اپنے کو دوسرے سے کم سمجھے۔ اس سے کبھی اختلاف اور جھگڑے کی نوبت آہی نہیں سکتی۔ افسوس آج اس پاکیزہ خصلت کو بالکل چھوڑ دیا گیا۔ بلکہ اسکے خلاف غرور اور اپنے کو بڑا سمجھنے کا سبق دیا جاتا ہے۔ اور لباس میں ہمیشہ ایسی وضع پسند کرتے ہیں جس سے تمام مجمع بھر میں ہمیں کو بڑا سمجھا جائے۔ اور غضب یہ ہے کہ اپنی اولاد کو بھی شروع سے اس وضع کی عادت ڈلواتے ہیں۔ غرض ہر بات سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اپنے کو فرعون کے برابر سمجھتے ہیں۔ پھر فرمایئے اتفاق کیسے ہو۔ صاحبو! اگر اتفاق کا واقع میں شوق ہے۔ تو صوفیوں کے طریقہ

۲۴

تواضع اتفاق کی جڑ ہے

چلنے کی کوشش کرو ان حضرات کے قدموں پر جا گرو۔ پھر دیکھو کیسا اتفاق ہوتا ہے۔ ایک رئیس سے میری گفتگو ہوئی۔ کہ اگر لڑکے سے کسی نوکر پر کوئی زیادتی ہو جائے۔ تو اسکو سزا دینی چاہیئے۔ یا نہیں۔ اُن رئیس صاحب کی یہ رائے تھی۔ کہ لڑکے کو سزا نہ دینی چاہیئے۔ کیونکہ سزا دینے سے بچے کی ہمّت کم ہو جاتی ہے۔ اور بلند حوصلہ نہیں رہتا۔ خدا کی پناہ۔ صاحبو! قرآن کو اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ جسکا نام آجکل ترقی رکھ چھوڑا ہے۔ قرآن اسکی جڑ کاٹ رہا ہے۔ غرض یہ ہے کہ اتفاق پیدا کرنیکی صورت یہ ہے کہ اپنے عمل درست کرو۔ اور جو لوگ اپنے عمل درست کر چکے ہیں۔ اُنکے پاس آنا جانا رکھو۔ مگر اسکے ساتھ ہی یہ بھی سمجھ لو۔ کہ بزرگونکی خدمت میں اگر جاؤ تو صرف اپنی اصلاح کی نیت کرکے جاؤ۔ بعض لوگ بزرگونکی خدمت میں جاتے ہیں لیکن نیت اُنکی صرف وقت پورا کرنا اور دل بہلانا ہوتی ہے۔ چنانچہ بزرگوں کے پاس جاکر دنیا بھر کے قصّے جھگڑے اخبار شروع کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنا بھی نقصان کرتے ہیں۔ اور اُن بزرگوں کا بھی وقت خراب کرتے ہیں۔ بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ وہ اصلاح ہی کی نیت سے جاتے ہیں۔ لیکن مزاج میں جلدی ہونے کی وجہ سے چاہتے ہیں کہ وہی دن میں ہماری اصلاح ہو جائے۔ ان لوگونکی بالکل وہ مثال ہے۔ کہ جولاہا جب دو دن نماز پڑھ لیتا ہے۔ تو انتظار کرتا ہے کہ میرے پاس اب وحی آتی ہوگی۔ ایسے لوگونکے جواب میں ہمارے حضرت حاجی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ کیا کم فائدہ ہے۔ کہ تم کو خدا کا نام لینے کی توفیق ہو گئی۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ بھائی اگر واقعی کچھ بھی حاصل نہ ہو۔ تب بھی طلب نہ چھوڑنی چاہیئے۔ خدا کے طالب کی تو یہ شان ہے۔ کہ اگر سَو دفعہ اسکو یہ آواز آئے کہ تو دوزخی ہے۔ تب بھی ناامید نہ ہو۔ ایک بزرگ کے پاس شیطان آیا۔ اور کہا کہ تم کو عبادت کرتے ہوئے اتنے دن ہو گئے۔ اُدھر سے نہ پیام ہے نہ سلام ہے پھر اس سے کیا نفع وہ بزرگ وظیفہ چھوڑ کر سو رہے خواب میں حضرت خضر علیہ السّلام آئے اور وجہ پوچھی۔ اُس نے کہا کہ اُدھر سے نہ سلام ہے نہ پیام ہے۔ پھر کیسے دل بڑھے۔ جواب میں فرمایا کہ تم جو انکا نام لیتے ہو۔ یہی اونکا جواب ہے۔ اور یہی اونکا پیام ہے۔ اگر وہ توفیق نہ دیتے تو کیسے اللہ اللہ کر سکتے تھے۔ ایک بزرگ کی حکایت شیخ سعدی علیہ الرحمتہ نے لکھی ہے کہ وہ ذکر کرنے بیٹھے تو یہ آواز آئی کہ تم کچھ بھی کرو یہاں

اتفاق کے پیدا کرنیکا طریقہ

۲۵

خدا کے طالب کو ناامید نہ ہونا چاہیئے

کچھ قبول نہیں۔ مگر وہ بزرگ پھر کام میں الگ گئے اُنکے ایک مرید نے کہا۔ کہ جب کچھ نفع ہی نہیں تو محنت سے کیا فائدہ۔ بزرگ نے جواب دیا کہ بھائی اگر کوئی دوسرا ایسا ہوتا کہ میں خدا کو چھوڑ کر اسکے یہاں پناہ لے لیتا تو یہ ہو بھی سکتا تہا۔ کہ اُنکو چھوڑ بیٹھتا۔ اب تو اُنکا ہی دروازہ ہے۔ قبول ہو یا نہ ہو۔ دل کو اُس سے ہٹا سکتے ہیں جسکے بغیر گذر ہو سکے۔ اور جسکے بغیر گذر نہیں ہو سکتی اُس سے کسطرح دل ہٹا سکتے ہیں۔ اس جواب پر رحمت خداوندی کو جوش ہو۔ اور ارشاد ہوا کہ ہم نے تمھیں قبول کر لیا۔ اگرچہ تمہارے اندر کچھ ہنر نہیں۔ کیونکہ ہمارے سوا تمہاری اور کوئی پناہ نہیں۔ غرض خدا کے طالب کو ہر حال میں طلب میں مشغول رہنا چاہیئے۔ البتہ اس موقع پر اسکی ضرورت ہے۔ کہ کامل کی کوئی پہچان تبلائی جائے۔ کیونکہ آجکل بہت سے شیطان بھی انسان کے لباس میں ہیں۔ تو پہچان اُس کی یہ ہے۔ کہ وہ شریعت کا ضروری علم رکھتا ہو۔ کسی کامل پیر کی صحبت میں رہکر اپنی اصلاح کی ہو۔ اور اُس سے دوسروں کے اصلاح کرنے کی اجازت بھی حاصل کی ہو۔ خود شریعت پر عمل کرتا ہو۔ شریعت کے خلاف کرنے پر ہٹ نکرتا ہو۔ سنت کا پورا پابند ہو۔ جو اپنے سے تعلق رکھتے ہوں۔ اونپر مہربان ہو دیکھ بھال روک ٹوک میں کمی نکرتا ہو۔ جس میں یہ سب باتیں جمع ہوں وہ کامل ہے۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جنکے پاس تھوڑی دیر بیٹھنا بھی ہزار برس کی عبادت سے بہتر ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ سب فرقوں کا بیان ضرورت کے موافق ہو گیا۔ اسکے معلوم ہو گیا ہو گا کہ نجات کا رستہ صرف ایک ہے۔ اور اُسپر چلنے کا طریقہ یہ ہے۔ جسکا ذکر ہوا۔ اگر اسکا خیال رکھا جائے۔ تو بہت کام کی چیز ہے۔ اگرچہ مزہ دار نہیں۔ اب دعا کیجئے کہ خدا تعالےٰ عمل کی توفیق دے۔ آمین

تمت

سلسلہ تسہیل المواعظ کا بارھواں وعظ مسمےٰ بہ کجی کی درستی ختم ہوا۔ اب تیرھواں وعظ رجب المرجب کے پرچہ سے شروع ہو گا*

وجہ حرمت کتّے اور بلّی کی

کتّا اور بلّی دونوں درندے جانور ہیں اور حرام چیزوں کو کھاتے ہیں کتا باعتبار اوصاف مذمومہ کے شیطان ہوتا ہے چنانچہ اسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شیطان فرمایا ہے پس اسکے کھانے والے کو بھی شیطان اور درندہ بننا پڑتا ہے وہ اوصاف ذمیمہ یہ ہیں۔ کہ کتّا خبیث ترین وذلیل ترین وخسیس ترین وحریص ترین حیوانات سے ہے اسکی ہمت اسکے پیٹ سے آگے نہیں گذرتی۔ اسکی شدت حرص میں سے ایک بات یہ ہے کہ جب وہ چلتا ہے تو شدت حرص کی وجہ سے ناک زمین پر رکھکر زمین کو سونگہتا جاتا ہے اور اپنے جسم کے ساری اعضاء کو چھوڑ کر ہمیشہ اپنی دبر کو سونگہتا ہے اور جب اسکی طرف پتھر پھینکو تو وہ فرط حرص وغصہ کی وجہ سے اسکو کاٹتا ہے الغرض یہ جانور بڑا حریص وذلیل ودنی ہمت ہوتا ہے۔ گندے مردار کو بہ نسبت تازے گوشت کے زیادہ پسند کرتا ہے اور نجاست کو بہ نسبت حلوا کے بڑی رغبت سے کھاتا ہے اور جب کبھی ایسے مردار پر پہنچے جو صد ہا کتوں کے لئے کافی ہو تو وہ شدت حرص وبخل کی وجہ سے اس مردار سے دوسرے کتّے کو ذرہ برابر بھی کہانے نہیں دیتا اور اسکی بدخلقی میں سے ایک امر بھی عجیب ہے کہ جب وہ کسی خستہ حال اور پھٹے پرانے کپڑوں والے شخص کو دیکھتا ہے تو اوسکو بھونکتا اور اوسپر حملہ آور ہوتا ہے گویا اسکو حقیر سمجھتا ہے جو کہ خاصہ ہے کبر کا اور جب کسی وجیہ اور اچھے لباس والے اور رعب ناک آدمی کو دیکھتا ہے تو اسکا مطیع ہوجاتا ہے گویا اسکے لئے منقاد ہونے سے عار نہیں کرتا تو اہل جاہ کی تخصیص یہ شعبہ ہے تملق کا۔

پس جب کتے کے ایسے اوصاف مذمومہ ہیں تو جو شخص اُسکو کھاتا وہ بھی ان ہی اوصاف سے متصف ہوتا۔ لہذا یہ جانور حرام ٹھہرایا گیا۔ اور چونکہ کتّا پالنے میں اسکے ساتھ زیادہ تلبس ہوتا ہے جیسا کہ مشاہد ہے اسلئے بلا خاص ضرورت کے صورتوں میں اسکا پالنا بھی ممنوع قرار دیا گیا کہ اسکی صفات خبیثہ اس شخص میں اثر کرینگی اور چونکہ ان صفات خبیثہ سے ملائکہ کو نفرت ہے۔ تو اس شخص سے ملائکہ بُعد اختیار کرتے ہیں چنانچہ وہ ایسے گھر میں بھی نہیں آتے جہاں کتا ہوتا ہے اور سیاست کے ملائکہ اس سے مستثنٰے ہیں۔

وجہ حرمت گرگٹ کی اور اسکے مارنے کی تاکید شدید کا راز

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گرگٹ کے مار ڈالنے کا حکم صادر فرمایا اور فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آگ پر یہ پھونک مارتا تھا اسکی وجہ یہ ہے کہ بعض حیوانات کی سرشت وخلقت میں یہ بات داخل ہے کہ ان سے مدام افعال قبیحہ وہیئت شیطانیہ صادر ہوتی رہتی ہیں اور وہ حیوانات شیطان کے قریب تر ہوتے ہیں اور وسوسہ کے اعتبار سے اسی کے تابع ہوتے ہیں۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معلوم کرلیا تھا کہ گرگٹ بھی ان ہی حیوانات میں سے ہے اور اس بات پر آپ نے آگاہ فرمایا کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آگ کو پھونکتا تھا۔ شیطان کے وسوسہ کے سبب سے اسکا یہ کام مقتضائے طبع سے تھا۔ اگرچہ اسکے پھونکنے سے آگ میں کچھ اثر نہ ہوتا تھا گرگٹ کے قتل کرنے میں آپ نے دو وجہ سے رغبت دلائی ایک تو یہ کہ اسمیں نوع انسانی کی ایذا کا اندفاع ہے گویا اسمیں لشکر شیطانی کا توڑنا اور اسکے وسوسہ کا دور کرنا ہے دوسری وجہ اسکے گوشت کا مضر ہونا چنانچہ مخزن الادویہ میں گرگٹ کے متعلق لکھا ہے کہ کسے راکہ گزد وچون بگزد کشندہ است ومعالجہ ندارد وگوشت آں سم قتال است وعارض میگردد از خوردن آن قے ودوج فواد ہمیشہ نظر بآفتاب دارد ودر ایام گرما چہرۂ آں سرخ میگردد و دنبالہ آن بلند وچشمہای آن بجمیع جہات حرکت میکند برائے آنکہ صید خود را ہر طرف کہ باشد بہ بیند وچون صید او مگس وامثال آن است نزدیک او آید بسرعت زبان خود را برمی آرد وآنرا می رباید واز دور کہ می بیند رفتہ آنرا صید می کند وحشرات سمی مانند ہزار پا وعقرب را صید میکند ومیخورد۔ اس سے بھی اس جانور کی حرمت کی ایک وجہ صاف ظاہر ہے کہ اسکا گوشت قاتل ومہلک ہوتا ہے۔

اُلّو وچمگادڑ کی وجہ حرمت

ہم قبل ازین لکھ چکے ہیں کہ غذا کا اثر بدن کے علاوہ روحانی اخلاق واطوار پر بھی ہوتا ہے۔ اس پرندہ یعنی اُلّو کی حماقت اور بیوقوفی وذلت ثابت مشاہدہ امر بلکہ ضرب المثل ہے چنانچہ جب کوئی حماقت وبیوقوفی کا کام کرتا ہے تو اسکو کہتے ہیں اُلّو تو نے ایسا کام کیوں کیا صاحب مخزن

لکھتا ہے کہ خوردن گوشت آن موروث ابلہی و بیوقوفی در جمیع امور است یعنی اس جانور کا گوشت کھانے سے انسان میں کند ذہنی وحماقت و بیوقوفی پیدا ہوتی ہے اس جانور کی حرمت کی وجہ ظاہر ہے کہ جو کوئی اسکو کھاتا اسکو اُلّو بننا پڑتا۔

یہی حال چمگادڑ کا ہے کہ اس جانور کی فطرتی کوربینی وحماقت و ذلت بھی ایسی مشہور و معروف ہے کہ ضرب المثل ہوگئی ہے چنانچہ جب کوئی ظاہر و باہر حق کو نہیں مانتا تو اسکو کہا کرتے ہیں شپرہ است کہ روز روشن را شب قراری دہد یعنی چمگادڑ ہے کہ روز روشن کو رات قرار دیتا ہے پس جو کوئی اس جانور کو کھاتا اسکی حقائق بینی کی آنکھہ میں کوری پیدا ہوتی۔ لہذا اس جانور کا کھانا بھی حرام ہوا۔

گدھے اور خچر کی حرمت کی وجہ

وہ حیوانات جو نجاستوں اور ناپاکیوں میں اپنی زندگی بسر کرتے ہیں اور انہیں رہتے ہیں اور وہی کھاتے ہیں یہانتک کہ انکے بدن بھی ان میں بھرے رہتے ہیں مثلاً گدھا جو علاوہ اس تلبس نجاسات کے حماقت و بیوقوفی و ذلت میں بھی ضرب المثل ہے چنانچہ جو کوئی بیوقوفی وحماقت کا کام کرتا ہے تو اسکو گدھے کا خطاب ملتا ہے پس اگر ایسے جانور کا گوشت کھائے تو بالضرور اسمیں ذلت اور حماقت و بیوقوفی و بے تمیزی کا اثر آجائے اور یہ جانور مزاج نوع انسان کے مخالف ہے لہذا طب کے اعتبار سے بھی اسکو کھانا نہ چاہیئے۔

نیز رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر ایک ایسے جانور کے کھانے اور اسکا دودھ پینے سے منع فرمایا ہے جو نجاست کھاتا ہے اسکی وجہ بھی ظاہر ہے وہ یہ کہ جب اس جانور کے اعضاء نے نجاست کو جذب کر لیا اور وہ اسکے اجزاء میں پھیل گئی تو اسکا حکم بھی مثل نجاست یا اس جانور کے مثل ہوگیا جو نجاست میں اپنی زندگی بسر کرتا ہے۔

وجہ پیدائش جانوران و اشیاء حرام

سوال جبکہ بعض جانوروں اور بعض اشیاء کے کھانے سے انسان کو منع کیا گیا

ہے اور انکو اسپر حرام ٹھہرایا گیا ہے تو پھر خدا تعالیٰ نے انکو کیوں پیدا کیا ہے وہ کس کام آتے ہیں۔

جواب خدا تعالےٰ فرماتا ہے ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا یعنی تمہارا پروردگار وہ ہے جس نے پیدا کی ہیں تمہارے لئے تمام وہ چیزیں اور جانور جو زمین میں ہیں اس سے واضح ہوا کہ خدا تعالےٰ نے تمام حلال و حرام چیزیں انسان ہی کے لئے پیدا کی ہیں اسلئے کہ اگر ایک چیز کا استعمال ایک وجہ سے حرام ہے تو دوسری وجہ سے حلال ہی دیکھو گدھے کا کھانا حرام ہے مگر اسپر سواری کرنا اور اسپر بوجھ لادنا حلال ہے ایسا ہی تمام درندہ جانوروں کا کھانا حرام ہے مگر اونکے چمڑونکی پوستین بنا کر پہننا حلال ہے ایسا ہی اور حرام جانوروں اور اشیائے محرمہ کے متعلق سمجھہ لو کہ من وجہ انکا استعمال حرام ہے اور من وجہ حلال ہے اور جس جانور سے کسی قسم کا انتفاع حلال نہ ہو اس سے قدرت پر استدلال تو ہو سکتا ہے یہ بھی اسکے پیدا کرنے میں ایک حکمت ہے علاوہ انتفاع و استعمال کے ان کے پیدا کرنے میں یہ بھی حکمت ہے کہ یہ محرمات خدا تعالےٰ کی باڑ ہیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں الا لکل ملک حمی وان حمی اللہ تعالےٰ محارمہ۔ ترجمہ سنو کہ ہر ایک بادشاہ کی باڑ ہوتی ہے اور خدا تعالےٰ کی باڑ اسکے محرمات ہیں پس اس میں بندوں کا امتحان بھی ہے۔

۱۲

خلاصہ وجوہ حرمت حیوانات و اشیاء محرمہ

تمام وہ جانور جو حرام کئے گئے ہیں انکی وجوہ حرمت ذیل ہیں۔

(۱) خباثت و گندگی۔

(۲) درندگی یعنی ایسے جانوروں کے کھانے سے انسان درندہ طبع ہوجاتا ہے۔

(۳) شیطانی امور سے مشابہت۔

(۴) سمیت بعض جانور و چیزیں زہردار ہونے کی وجہ سے حرام ہیں۔

(۵) بداخلاقی یعنی بعض جانوروں کے کھانے سے انسان بداخلاق ہوجاتا ہے۔

(۶) بداعتقادی یعنی بعض ایسے جانوروں اور اشیاء کے کھانے سے انسان میں بداعتقادی کے آثار پیدا ہوجاتے ہیں جیسے ما اہل بہ لغیر اللہ کا کھانا۔

وجہ حرمت چھپکلی

مخزن الادویہ میں لکھا ہے اسم آن وزغ است ولیکن مصطلح آن است کہ بری آنرا سام ابرص و بلدی راوزغ می نامند کہ بفارسی چلپاسہ می نامند خوردن آن مورث سل و امراض ردیہ است۔

اس سے حرمت کی وجہ ظاہر ہے کہ اسکے کھانے سے انسان مسلول و گرفتار امراض ردیہ ہوجاتا ہے جسکا نتیجہ ہلاکت ہے۔

حرمت میں مذبوحہ غیر اہل کتاب و مذبوح بنام غیر اللہ و مردار کے برابر ہونے کی وجہ

مذکورہ بالا امور پر حضرت ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ سوال وجواب لکھے ہیں ہم انکا ترجمہ مخلصاً یہاں درج کردیتے ہیں۔

سوال مذبوحہ غیر اہل کتاب و مردار کی حرمت میں برابری کی کیا وجہ ہے گویا سائل کا یہ خیال ہے کہ جبکہ مردار میں یہ خون جذب ہوجاتا ہے تو وہ اسکی وجہ سے حرام ہوجاتا ہی مگر غیر اہل کتاب اور ما اہل بہ لغیر اللہ کے ذبح سے خون جذب نہیں ہوتا ہے تو پھر اس سے کس طرح جانور حرام ٹھہرایا جاتا ہے۔

جواب (۱) یہ بات غلط ہے کہ مردار کی حرمت کا سبب ایک ہی امر کو یعنی خون کے جذب ہونے کو قرار دیا جاوے بلکہ حرمت مردار کی بہت سی وجوہ و اسباب ہیں اگر صرف جذب خون کی وجہ سے حرمت مردار ہوتی تو اس سوال کو وقعت ہوتی مگر جبکہ مردہ جانور کے حرمت کے متعدد اسباب ہوں تو کسی ایک سبب کے نہ ہونے سے اور اسباب حرمت کی

نفی نہیں ہو سکتی کیونکہ اس سبب معدوم کا کوئی اور سبب خلیفہ اور قائم مقام ہو جاتا ہے جس سے مردہ جانور کو حرام کہا جاتا ہے اور یہ اسباب ور وجوہ عقلاً بیشمار ہو سکتے ہیں پس صرف وجہ کے ظاہر نہ ہونے سے حکم شریعت سے کیونکر انکار ہو سکتا ہے شریعت نے کوئی وجہ رکھی ہوگی (اسکا کچھ مختصر بیان بطور نمونہ کے آیندہ کی ان دو سرخیوں میں آویگا بوقت ذبح جانور پر تکبیر پڑھنے کا راز اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کئے ہوئے جانور کی حرمت کی وجہ)

سوال کیا شریعت اسلامیہ نے دونوں قسم کے مردہ جانوروں میں برابری نہیں کی ہے حالانکہ انکی موت کے مختلف اسباب ہیں گویا شریعت نے دو مختلف اور متضاد باتونکو جمع کیا اور دو متماثل اور مشابہ امور کو الگ الگ کر دیا کیونکہ ذبح کرنا درحقیقت ظاہری وحسی طور پر ایک قسم کا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ شریعت اسلامیہ نے ذبح کی بعض صورتوں سے حیوان کو مردار ہونے سے خارج کیا اور بعض صورتوں سے حیوان کو مردار قرار دیا حالانکہ کوئی وجہ فرق کی نہیں (پس اسمیں تو دو متماثل امور کو الگ الگ کر دیا پھر اس مذبوح علی غیر اسم اللہ کو اور میتہ کو ایک حکم میں داخل کیا تو اسمیں دو متضاد چیزوں کو جمع کر دیا)

جواب شریعت نے دونوں مرداروں کے لغوی نام میں برابری نہیں رکھی بلکہ انکے اسم شرعی میں برابری رکھی ہے پس مردار کا نام شرع میں بہ نسبت لغت کے عام ہے اور شارع علیہ السلام لغوی ناموں میں کبھی نقل سے اور کبھی عموم سے اور کبھی خصوص سے تصرف کرتے ہیں اور اہل عرف بھی ایسا ہی کیا کرتے ہیں پس یہ بات شرع و عرف میں منکر نہیں ہے باقی حرمت میں ان کو اسلئے یکساں ٹھہرایا گیا ہے کہ خدا تعالے نے ہمپر پلیدیاں حرام کی ہیں لکھی اور پلیدی جو کہ موجب حرمت ہوتی ہے اسکو بھی کبھی شارع ظاہر فرماتا ہے اور کبھی پوشیدہ رکھتا ہے اور جو پوشیدہ ہو اسپر ایک علامت رکھدی ہے جو اسکی خباثت پر دلالت کرے پس مردار میں تو جذب خون سبب ظاہر موجود ہے اور مجوس اور مرتد اور تارک تسمیہ کے مذبوحہ میں اور جو جانور غیر اللہ کے نام سے ذبح کیا گیا ہو ایسے مذبوحہ جانور میں بھی ایسی پوشیدہ خباثت اور پلیدی کرایت کر جاتی ہے جو کہ موجب حرمت مذبوحہ ہے۔ اور اسکے خفی ہونے کے سبب ایک علامت اسکے وجود پر قائم کر دی ہے یعنی علی اسم اللہ

۱۴

اسکا ذبح نہونا اور اس سبب خفی کی طرف حق تعالے نے اشارہ بھی فرمایا ہے یعنی جن جانوروں
پر خدا تعالے کا نام بوقت ذبح نہیں لیا جاتا اونکو خدا تعالے فسق فرماتا ہے اور فسق پلیدی ہی
پس جہاں پلیدی ہو وہاں حرمت ضرور لاحق ہو جاتی ہے۔ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ
وانہ لفسق (انعام ۸) توضیح اسکی یہ ہے کہ اسمیں کچھ شک نہیں ہے کہ خدا تعالے کا پاک
نام مذبوحہ کو پاک کرتا ہے اور ذبح کرنے والے اور مذبوح جانور سے شیطان کو دور کردیتا
اور مٹا دیتا ہے جب خدا تعالے کا نام مذبوح پر نہ لیا جائے تو ذبح کرنے والے اور مذبوح جانور
میں شیطان سرایت کر جاتا ہے اور شیطان کی خباثت جانور میں تاثیر کرتی ہے کیونکہ شیطان
جانور کے خون کے قائم مقام ہوجاتا ہے اور خون ہی کے مقامات میں اسکا مقام ہوتا ہے۔
خون ہی شیطان کی سواری اور وہی اسکا حامل ہوتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم فرماتے ہیں ان الشیطان یجری من بنی آدم مجری الدم۔ یعنی شیطان بنی آدم میں اسکے
رگ وریشہ اور خون کے جاری ہونے کے مقاموں میں چلتا ہے اور وہ سب پلیدیوں سے
بڑھکر ہے پس جب ذبح کرنے والا خدا تعالے کا نام لیتا ہے تو شیطان خون کے ساتھ ہی
خارج ہوجاتا ہے اور مذبوحہ پاک ہو جاتی ہے اور اگر اللہ پاک کا نام نہ لیا جائے تو وہ پلیدی
خارج نہیں ہوتی اور جب خدا تعالے کے دشمن یعنی شیطان اور بتوں کا نام مذبوحہ پر لیا جاوے
تو مذبوح میں پلیدی زیادہ بڑھ جاتی ہے رہا یہ کہ جب ذابح مجوسی وغیرہ ہو گو اللہ ہی کے نام
سے ذبح کرے اسکی حرمت کا سبب یہ ہے کہ ذبح کرنا قائم مقام عبادت الہی ہے اسلئے خدا تعالے
نے دونوں کو جمع کیا ہے چنانچہ فرماتا ہے فصل لربک وانحر۔ قل ان صلاتی ونسکی ومحیای
ومماتی للہ رب العالمین والبدن جعلناھا لکم من شعائر اللہ لکم فیہا خیر فاذکروا اسم اللہ
علیہا صواف فاذا وجبت جنوبہا فکلوا منہا واطعموا القانع والمعتر کذلک سخرناھا لکم
لعلکم تشکرون لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقوی منکم۔ خدا تعالے نے
بتا دیا کہ ہم نے ان جانوروں کو ان لوگوں کے لئے مسخر کیا اور حلال ٹھہرایا کہ ان پر خدا تعالے
کا نام لیکر انکو ذبح کریں کیونکہ خدا تعالے کو تو انسان سے تقوی منظور ہے جس سے مراد
خدائے تعالے کے حکم کی فرمانبرداری کرکے اسکا قرب چاہنا اور وقت ذبح جانوروں پر خدا کا

15

نام لینا ہے اور جب وقت ذبح حیوانات پر خدائے تعالےٰ کا نام نہ لینے سے کھانا منع اور ناپسند ہے کیونکہ اس مکروہ فعل سے ان مذبوح جانوروں میں پلیدی کا اثر ہو جاتا ہے اور اسی طرح اگر مذبوح پر خدائے تعالےٰ کے سوائے کسی اور کا نام لیا جاوے تو وہ مذبوح مردار کی طرح ہو جاتا ہے جیسا ابھی قریب بیان ہوا پس جبکہ تسمیہ ترک کرنے اور خدا تعالےٰ کے سوائے کسی اور کا نام لینے سے مذبوح حرام ہو جاتا ہے تو جسکو خدا تعالےٰ کا دشمن ذبح کرے جو ناپاک ترین مخلوقات ہے اسکا مذبوح جانور بالاولی حرام ہوگا کیونکہ ذبح کرنے والے کا فعل و ارادہ اور اسکی خباثت بالضرور مذبوح میں مؤثر ہوتی ہے۔

جبکہ غیر مذبوح جانور کا خون گوشت مین جذب ہو کر گوشت ہی بنجاتا ہے تو پھر اسکی حرمت کی کیا وجہ ہے

۱۶ اسکی تحقیق کہ آیا بعد مرگ خون گوشت میں جذب ہو جاتا ہے یا وہ بعد استحالہ کے گوشت بنجاتا ہے یہ ہے کہ مستحیل ہونیکے لئے تو قوت ہاضمہ کی اور قوت محیلہ کی یعنی اس قوت کی جسکا کام یہ ہے کہ ایک شے کو دوسرے کی طرف مستحیل کردے ضرورت ہے اور ظاہر ہے کہ بدن کی سب قوتیں جیسے قوت باصرہ اور سب قوائے حیوانی حیات ہی کے ساتھ ہیں اور وجہ اسکی یہ ہے کہ اعضائے حیوانی مثل چشم و گوش وغیرہ ان قویٰ کیلئے ایسے ہیں جیسے آئینہ نور کے لئے یعنی قابل اور منفذ سو جیسے اصل نور آئینہ میں نہیں ہوتا بلکہ آفتاب میں ہوتا ہے۔ ایسے ہی اصل قوائے حیوانی نفوس حیوانی میں ہوتے ہیں اعضاء میں نہیں ہوتے یہی وجہ ہے کہ جیسے آئینہ بے امداد آفتاب نور کے اعتبار سے بیکار ہے ایسے ہی ابدان حیوانی بدون عنایت روحانی قویٰ حیوانی کے اعتبار سے بیکار ہیں اس صورت میں بعد مرگ استحالہ ممکن نہیں۔ نہ وہ جذب ہی ہوگا جو بعد مرگ کاٹو تو خون نہیں نکلتا اور جذب ہوا تو پھر ناپاکی یقینی ہے۔

(باقی آئندہ)

اوس نے اوس خبیث کو مغلوب کردیا۔ سُبحان اللہ دیکھیئے کہ جو لوگ کہ مادہ کو اور عقل کو متصرف کہتے ہیں اون سے کوئی پوچھے کہ بتاؤ کہ فرعون کہ جو اسقدر عاقل تھا اتنا بڑا زبردست بادشاہ سب کچھ مگر جب حکم خداوندی ہوا ایک ذرا سے نطفہ کے ٹھہرنے کو نہ روک سکا پھر اوس سے بڑھکر یہ کہ اوس دشمن کو اپنے گھر میں پالا۔ اپنی گود میں کھلایا اور اندھے کو یہ خبر نہ ہوئی کہ میں سب کو قتل کررہا ہوں۔ اور اس بچہ کی خود پرورش کررہا ہوں بس یہاں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کوئی زبردست قوت ہے کہ اوسکے ہاتھ میں عنان عالم ہے یقلبہا کیف یشاء وہ جسکو چاہے بینا کردے اور جسے چاہے اندھا کردے، جسے چاہے ہدایت دے جسے چاہے گمراہ کرے۔ اے اللہ ہمیں ہدایت راہ مستقیم کی اور بصیرت اور اپنی محبت اور معرفت عطا فرما آگے مولانا فرماتے ہیں۔

دست شد بالائے دست این تا کجا ‫ ‫ ‫ ‫ تا بہ یزدان کہ الیہ المنتہٰی

یعنی ایک قدرت دوسری پر ہے اور یہ کہاں تک ہے؟ حق تعالےٰ تک ہے اسلئے کہ وہی منتہی ہے

۱۰۵

کان یکے دریاست بے غور و کران ‫ ‫ ‫ ‫ جملہ دریاہا چو سیلے پیش آن

یعنی اسلئے کہ وہ ایک دریا ہے بے انتہا اور بے کنارہ اور سارے دریا اسکے سامنے مثل ایک سیل کے ہیں

حیلہ ہا و چارہا گر اژدہاست ‫ ‫ ‫ ‫ پیش الا اللہ آنہا جملہ لاست

یعنی حیلے اور چارے اگرچہ اژدہا ہیں مگر الا اللہ کے آگے سب فنا ہیں یہاں پہونچکر مولانا پر توحید کا غلبہ ہوگیا اسلئے فرماتے ہیں۔

چون رسید اینجا بیانم سر نہاد ‫ ‫ ‫ ‫ محو شد واللہ اعلم بالرشاد

یعنی جب میرا بیان یہاں تک پہونچا تو اس نے سر رکھدیا اور محو ہوگیا واللہ اعلم بالصواب۔ مطلب یہ کہ جب قدرت حق کا بیان شروع ہوا تو بس میں مغلوب ہوگیا اور استغراق طاری ہوگیا آگے مولانا مضمون ارشادی تحریر فرماتے ہیں کہ۔

شرح حبیبی

انچہ در فرعون بود اندر تو ہست | لیک اژدرہات محبوس چہ ہست

اے دریغ آن جملہ احوال تو ہست | تو بر آن فرعون بر خواہش بست

انچہ گفتم جملگی احوال تست | خود نگفتم صد یکے زانہا درست

گر ز تو گویند وحشت زایدت | ور ز دیگر آن فسانہ آیدت

۱۰۶ چہ خرابت میکند نفس لعین | دور می اندازدت سخت این قرین

این جراحتہا ہمہ در نفس تست | لیک مغلوبے ز جہل ای سخت سست

آتشت را ہیزم فرعون نیست | زانکہ چون فرعون او را عون نیست

گلخن نفس ترا خاشاک نیست | ورنہ چون فرعون وشعلہ زنیست

یک حکایت بشنو از تاریخ گو | تا بری زین راز سرپوشیدہ بو

یہ جو کچھ میں نے فرعون کی حالت بیان کی ہے سب تم پر منطبق ہے مگر تم میں اور اس میں یہ فرق ہے کہ تمہارے اندر جو اژدہا ہے وہ کوئیں میں مقید ہے اور اسکا اژدہا آزاد تھا لہذا اسکی

شرارتیں ظاہر ہوگئیں اور تمہاری وہ شرارتیں دبی ہوئی ہیں۔ ہائے افسوس کہ یہ سب تیری حالتیں اور تیرے اندر موجود ہیں مگر تو ان کو فرعون کے سر منڈھیگا اور اپنے اوپر منطبق نہ کریگا میں پھر کہتا ہوں کہ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے الف سے یے تک تیری حالت ہے بلکہ اس سے زیادہ ہی میں نے تو اسکا دسواں حصہ بھی ٹھیک بیان نہیں کیا باوجود اسکے تیری یہ حالت ہی کہ جب ان باتونکو تیری نسبت بیان کیا جاتا ہے تو تو بجائے اسکے کہ غور کرے اور اصلاح کی طرف متوجہ ہو حماقت سے اسپر غصہ ہوتا ہے اور اگر دوسرونکی نسبت بیان کیا جاوے تو اسکو محض ایک قصہ سمجھتا ہے۔ اور اس سے عبرت نہیں پکڑتا غرض تیری غفلت انتہا درجہ کو پہونچی ہوئی ہے اور تو کسیطرح نہیں سمجھتا دیکھہ تو سہی یہ ملعون نفس تجھے کیسا خراب کر رہا ہے اور یہ تیرا یار تجھے حق سبحانہ سے کسقدر دور کر رہا ہے تو متنبہ کیوں نہیں ہوتا یاد رکھ کہ یہ سب زخم جو ہم نے فرعون کے لئے ثابت کئے ہیں تیرے اندر بھی موجود ہے مگر جہالت تجھپر غالب ہے اس لئے تجھے احساس نہیں ہوتا تیرے اندر آگ بھری ہوئی ہے مگر اُسکے بھڑکانیکا جو سامان فرعون کے پاس تھا وہ تیرے پاس نہیں ورنہ تو بھی فرعون سے کم نہ ہوتا اب جو تو اس سے کم معلوم ہوتا ہے اوسکی وجہ یہ ہے کہ فرعون کی طرح اس آگ کو مدد نہیں پہونچتی خلاصہ کلام یہ ہے کہ تیرا نفس جو ایک پہاڑ کی مانند ہے اسکے اشتعال کا وہ سامان تیرے پاس نہیں جو فرعون کے پاس تھا ورنہ شعلے زنی میں وہ بھی فرعون ہی کی مثل ہے لہذا تجھے اسکی طرف سے غافل نہ رہنا چاہیئے بلکہ ہر وقت اسکی اصلاح کی فکر رکھنی چاہیئے۔ اچھا اب تو ایک حکایت سُن جسکو مورخین نے بیان کیا ہے تاکہ یہ راز سربستہ تجھپر منکشف ہوجاوے۔

١٠٧

شرح شبیری

انچہ در فرعون بد اندر تو ہست | لیک اژدرہات محبوس چہ است

یعنی جو چیز کہ فرعون میں تھی وہ تمہارے اندر بھی موجود ہے لیکن تمہارے اژدہے کنوئیں میں

بند ہیں مطلب یہ کہ مقابلہ قضا یا تکبر یا خود بینی وغیرہ یہ سب خود تمہارے اندر بھی موجود ہیں۔ مگر دبے ہوئے ہیں کسی کے ایمان میں کسی کی صحبت نیک میں کسی کے کہیں میں ورنہ مواد سب ہمارے اندر ہی موجود ہیں تو اسکو دیکھکر خود ہم کو عبرت حاصل کرنا چاہیئے اور نصیحت حاصل کرنا ضروری ہے اسلئے کہ۔

اے دریغ این جملہ احوال تو است تو بران فرعون بر خوابش بست

یعنی افسوس تو یہ ہے کہ یہ سب احوال تمہارے ہیں اور تم اوس فرعون میں اور اسکے خواب میں بندہ رہے ہو مطلب یہ کہ تم اسکو صرف قصہ فرعون مت سمجھو اور اسکے خواب پر کار بند مت ہو۔ اسلئے کہ یہ احوال تو خود تمہارے ہیں تو ان سب کو اپنے اوپر منطق کرکے دیکھو۔

انچہ گفتم جملگی احوال تست خود نگفتم صد یکے زانہا درست

۱۰۸ یعنی میں نے جو کچھ بیان کیا یہ سارے تیرے احوال ہیں اور میں نے خود ہی سو میں سے ایک بھی پورا پورا نہیں بیان کیا اس لئے کہ۔

گر ز تو گویند وحشت زایدت ور ز دیگر آن فسانہ آیدت

یعنی اگر تجھ سے کہیں تو تجھے وحشت بڑھتی ہے اور دوسرے سے تم کو فسانہ معلوم ہوتا ہے مطلب یہ کہ اگر تم کو مخاطب بناکر کہتے ہیں تو تم کو وحشت ہوگی اور جو نفع ہونیوالا تھا وہ بھی نہ ہوگا اور اگر دوسرے کے قصہ کے طور پر بیان کرتے ہیں تو خیر تم اسکو سُن تو لوگے کہ شاید عبرت حاصل ہوجاوے اسلئے کہ دوسروں کے قصوں میں بیان کرکے تم کو تمہارے حالات سنائے گئے ہیں اسلئے کہ

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران ✤ گفتہ آید در حدیث دیگران

اور فرماتے ہیں کہ۔

چون خرابت میکند نفس لعین دور می انداز دت سخت این کمین

یعنی یہ نفس لعین تجھے کسطرح خراب کر رہا ہے اور یہ سیاقی تجھے (حق سے) بہت دور ڈال رہا ہے۔

این جراحتہا ہمہ از نفس تست لیک مغلوبی ز جہل ای سخت سست

یعنی یہ سارے زخم تیرے نفس کی طرف سے ہیں لیکن ارے سست تو جہل کی وجہ سے مغلوب ہو رہا ہے اور اس نفس لعین نے تجھے دبا رکھا ہے اور فرماتے ہیں کہ۔

آتشت را ہیزم فرعون نیست ورنہ چون فرعون او شعلہ زنیست

یعنی تیری آگ کے لئے ایندھن نہیں ہے ورنہ وہ بھی فرعون کی طرح شعلہ زن ہے۔

گلخن نفس ترا خاشاک نیست ورنہ چون فرعون نار قاہریست

یعنی تیرے نفس کی گلخن کے لئے کوڑا نہیں ہے ورنہ فرعون کی طرح وہ ایک قاہر آگ ہے۔ مطلب یہ کہ مقتضیات نفسانی تو جو فرعون کے اندر تھے وہ تمہارے اندر بھی موجود ہیں مگر ظاہر اسلئے نہیں ہوتے کہ تمہارے پاس اوسقدر سامان نہیں ہے ورنہ اگر خدا نخواستہ کہیں سامان بھی ہوتا تو یقیناً ہم لوگ فرعون سے بھی زیادہ ہو جاتے نعوذ باللہ نعوذ باللہ نعوذ باللہ بس یہی اچھا ہے کہ ہمیں حق تعالے نے اسقدر سامان ہی نہیں دیا کہ پوری طرح مقتضیات نفسانی کو جاری کر سکیں مثل ہے کہ اللہ تعالے گنجے کے ناخون ہی نہیں دیتے کہ وہ کہجاوے بس اوسکی یہ بہت بڑی رحمت ہے ہم پر فالحمد للہ علی ذالک ؎

شکر نعمتہائے تو چندان کہ نعمتہائے تو + عذر تقصیرات ما چندانکہ تقصیرات ما

بس اس قصہ فرعون کو صرف افسانہ ہی مت سمجھو بلکہ اسکو اپنے اوپر منطبق کر کے اس سے عبرت حاصل کرو کیونکہ السعید من وعظ بغیرہ حدیث میں صاف ہے آگے فرماتے ہیں کہ

یک حکایت بشنو از تاریخ گو تا بری زین راز سرپوشیدہ بو

یعنی ایک حکایت تاریخ گو سے سنو تاکہ تم اس راز پوشیدہ سے بو لیجاؤ آگے ایک حکایت لاتے ہیں

۱۰۹

کہ ایک اژدہا سردی میں افسردہ پڑا ہوا تھا اسکو لوگ مردہ سمجھکر باندھ لائے جب اسکو گرمی لگی۔ تو اوسنے حرکت کی اسوقت لوگ بھاگے کوئی مرا کوئی گرا مولانا فرماتے ہیں کہ یہی حالت نفس کی ہے کہ ابھی تو یہ ایمان میں یا صحبت نیک میں یا کسی اور بات میں دبا ہوا ہے اور مردہ معلوم ہو رہا ہے مگر جب یہ اس سے علیحدہ ہوا تو یہ کروٹ لیگا اوسوقت پھر حقیقت معلوم ہوگی اے اللہ نفس و شیطان کے مکروں سے بچائیو اب آگے حکایت سنو۔

شرح حبیبی

مارگیرے رفت اندر کوہسار — تا بگیرد او بافسونہاش مار

گر گران و گر شتابندہ بود — آنکہ جویندست یابندہ بود

۱۱۰

در طلب زن دائما تو ہر دو دست — کہ طلب در راہ نیکو رہبرست

لنگ و لوک و خفتہ شکل و بے ادب — سوے او می غیژ و او را می طلب

گہ بگفت و گہ بخاموشی و گہ — بوی کردن گیر ہر سو بوے شہ

گفت آن یعقوبؑ با اولاد خویش — جستن یوسفؑ کنید از حد بیش

ہر کسے خود را درین جستن بجد — ہر طرف رانید شکل مستعد

گفت از روح خدا لا تیأسوا — ہمچو گم کردہ پسر رو سو بسو

از رہ حس دہان پرسان شوید | روی جانان را بجان جویان شوید

پرس پرسان مژدگانے جان رسید | گوش را بر چار راہ آن نہید

ہر کجا بوئے خوش آید بو برید | سوے آن سر کاشنائے آن سرید

ہر کجا لطفے بہ بینی از کسے | سوئے اہل لطف رہ یابی بسے

این ہمہ جوہا ز دریائیست ژرف | جزو را بگذار بر کل دار طرف

زشتہائے خلق بہر خوبی ست | برگ بے برگی نشان طوبیٰ ست

جنگہائے خلق بہر آشتی ست | دام راحت دائما بے راحتی ست

خشمہائے خلق بہر مہر خاست | از جفائے خلق اُمید وفاست

ہر زدن بہر نوازش را بود | ہر گلہ از شکر آگہ میکند

بوئے بر از جزو تا کل اے کریم | بوئے بر از ضد تا ضد اے حکیم

چون عصا در دست موسیٰ گشت مار | جملہ عالم را بدین سان مے شمار

جنگہا مے آشتے آرد درست — مار گیر از بہر بازی مار جست

بہر بازی مار جوید آدمے — غم خورد بہر اُمید بیغمے

او ہمے جستے یکے مار شگرف — گرد کوہستان در ایام برف

اژدہائے مردہ دید آنجا عظیم — کہ دلش از شکل او شد پر زبیم

مار گیر اندر زمستان شدید — مار مے جست اژدہائے مردہ دید

۱۱۲ مار گیر از بہر حیرانے خلق — مار گیرد اینت نادانے خلق

آدمی کوہست چون مفتون شود — کوہ اندر مار حیران چون شود

خویشتن نشناخت مسکین آدمے — از فزونے آمد و شد در کمے

خویشتن را آدمی ارزان فروخت — بود اطلس خویش را بر دلق دوخت

صد ہزاران مار کہ حیران اوست — او چرا حیران شدست و مار دوست

مار گیر آن اژدہا را بر گرفت — سوئے بغداد آمد از بہر شگفت

(باقی آئندہ)

الحدیث تھادوا تحابوا البخاری فی کتاب الادب المفرد والبیھقی من حدیث ابی ھریرۃ بسند جید **ف** فیہ ما علیہ اھل الطریق من اعتنائھم بالتھادی لمحض الحب ما لیس فی غیرھم

حدیث آپسمیں ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو باہم محبت بڑھ جاوے گی روایت کیا اسکو بخاری نے کتاب ادب المفرد میں اور بیہقی نے حدیث ابی ہریرہ سے سند جید کے ساتھ **ف** اسمیں اوس عادت پر دلالت ہے جس پر اہل طریق عامل ہیں یعنی ہدیہ دینے کا اہتمام خالص محبت کے سبب جو کہ دوسرے لوگوں میں نہیں پایا جاتا (کیونکہ دوسروں کے ہدیہ میں کچھ نہ کچھ غرض ہوتی ہے)

ف التہادی لمحض الحب — ہدیہ دادن بمحبت خالص

کتاب آداب الکسب والمعاش

کتاب آداب الکسب والمعاش

الحدیث ذکر الطیر فقال تغدو خماصا وتروح بطانا الترمذی وابن ماجہ من حدیث عمر قال الترمذی حسن صحیح **ف** فیہ تعلیم التوکل صراحۃ والحمل علی الاجمال فی السعی اشارۃ فان الغدو والرواح

حدیث آپ نے پرندوں کا ذکر (اسطرح) فرمایا کہ (اگر تم لوگ اللہ تعالی پر پورا توکل کرو تو تمکو پرندوں کی طرح رزق دیں جو) صبحکو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو شکم سیر لوٹتے ہیں روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عمر کی حدیث سے ترمذی نے اسکو حسن صحیح کہا ہے **ف** اسمیں صراحۃً توکل کی تعلیم ہے اور اشارۃً سعی فی کسب المعاش میں اعتدال کی ترغیب ہے کیونکہ (پرندوں کی) یہ آمد و رفت صبح

ف التوکل مع الاجمال فی الطلب — توکل مع اعتدال فی الکسب

۵۳

هو من السعی

الحدیث رحم الله امرأ سهل البیع سهل الشراء سهل القضاء سهل الاقتضاء البخاری من حدیث جابر ف فیه من تعلیم الرفق والمعاملة بالجمیل مالا یخفی الا ما امر فیه بالغلظ

وشام کی یہ بھی سعی ہے (طلب معاش میں)

حدیث اللہ تعالی ایسے شخص پر رحمت فرماوے جو بیع میں نرم ہو خریدنے میں نرم ہو دوسرے کا حق دینے میں نرم ہو اپنا حق لینے میں نرم ہو روایت کیا اسکو بخاری نے حضرت جابر کی حدیث سے ف اسمیں نرمی کی اور معاملہ میں سہولت کی جو تعلیم ہے ظاہر ہے باستثنار اوس موقع کے جہاں سختی کا حکم ہے۔

ترغیب الرفق

کتاب الحلال والحرام

کتاب الحلال والحرام

۵۴

الحدیث ابو نعیم فی الحلیة من حدیث ابی ایوب من اخلص لله اربعین یوما ظهر ینابیع الحکمة من قلبه علی لسانه ولابن عدی نحوه من حدیث ابی موسی وقال حدیث منکر ف فیه اصل للاربعین

حدیث ابو نعیم نے حلیہ میں ابوایوب کی حدیث سے یہ روایت کی ہے کہ جو شخص چالیس دن اللہ تعالی کے لیئے اخلاص اختیار کرے حکمت (وعلم) کے چشمے اوس کے قلب سے اوسکی زبان پر ظاہر ہونے لگتے ہیں اور ابن عدی کے پاس اسکے قریب قریب ابوموسی کی حدیث سے اور اونہوں نے اس حدیث کو منکر کہا ہے ف اس حدیث میں اصل ہے چلہ کی (کیونکہ اوسکا حاصل یہی چالیس روز تک اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنا ہے) اور برکات ہیں چلہ کے اور اثبات ہے علم لدنی کا

اصل الاربعین

وبركاتها واثبات
العلم اللدنی
الحديث دع ما يريبك
الی مالا يريبك النسائی
والترمذی والحاكم
وصححاه من حديث
الحسن بن علی
ف فيه معيار
عظيم للتقوی
الحديث
دعاه الرجل
الفارسی
فقال انا
وعائشة
الحديث
مسلم عن
انس وتمامه
فقال لا
فقال لا
ثم اجابه
بعد فذهبا

(کیونکہ جس علم کا اسمیں ذکر ہے بلاواسطہ کسب
وہ ثمرہ عمل و اخلاص کا ہے)
حدیث جو چیز تمکو کھٹکے اوسکو چھوڑ کر وہ
چیز اختیار کرو جو تم کو کھٹکے نہیں روایت
کیا اسکو نسائی اور ترمذی اور حاکم نے حسن
بن علی کی حدیث سے اور ترمذی و حاکم نے اسکی
تصحیح بھی کی۔ **ف** اس حدیث میں تقوی کا
معیار عظیم ہے (جو شخص کھٹک کی چیز کو چھوڑ
دیگا وہ کبھی حرام میں واقع ہو ہی نہیں سکتا)
حدیث ایک فارس کے رہنے والے
شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت
کی آپ نے فرمایا میں اور عائشہ دونوں چلیں
گے آخر حدیث تک اسکو مسلم نے حضرت
انس سے روایت کیا اور پوری حدیث
یہ ہے کہ اوس فارسی نے کہا کہ نہیں (یعنی
حضرت عائشہ نہیں) آپ نے فرمایا کہ نہیں
(یعنی میں بھی نہیں جاتا) پھر بعد میں اوسنے
آپ کی شرط کو منظور کر لیا۔ پس آپ اور حضرت
عائشہ دونوں آگے پیچھے ہوتے ہوئے
چلے اور اوسنے دونوں کے روبرو چربی پیش
کی **ف** اس میں اسپر دلالت ہے کہ اگر

اشتراط اجابة الدعوة بمباح
شرط لگانا منظوری دعوت پر جائز ہے

۵۶

هو وعائشة يتسا وقان فقرب اليهما اهالة **ف** فيه ان اشتراط اجابة الدعوة بشرط مباح لا ينافي حق المسلم ولا حسن الاخلاق

دعوت کی منظوری کو کسی جائز شرط سے مشروط کرے تو یہ امر نہ حق مسلم کے منافی ہے اور نہ حسن اخلاق کے (جیسا آپ نے یہ شرط لگائی کہ اگر حضرت عائشہ کی بھی دعوت کرو تو میں بھی منظور کرتا ہوں اور اوسکا اول منظور نہ کرنا شاید اسوجہہ سے ہو کہ کھانا ایک ہی کو کافی ہوگا اوسنے چاہا ہو کہ حضور شکم سیر ہو کر کھالیں پھر آخر منظور کر لینا اس خیال سے ہو کہ آپ کی تطییب قلب آپ کے شبع سے اہم ہے اور اوسوقت تک حجاب نازل نہ ہوا ہوگا)

كتاب آداب الالفة

کتاب آداب الالفۃ

الحديث ان الله خلق آدم على صورته مسلم من حديث ابي هريرة **ف** فيه مسئلة مظهرية الانسان للحق فان الصورة هو الظهور للحقيقة

حدیث اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا روایت کیا اس کو مسلم نے ابو ہریرہ کی حدیث سے **ف** اس میں انسان کے مظہر حق ہونے کا مسئلہ مذکور ہے کیونکہ صورۃ حقیقۃ ظہور ہی ہے +

(باقی آئندہ)

یہ انکا ہر ملاقات میں معمول رہا اور کبھی اسمین تخلف نہیں ہوا۔

حاشیہ حکایت (۳۷) قولہ تخلف نہیں ہوا **اقول** یہ جوش ہے اتباع سنت کا جو مقتضی ہوتا تھا تکرار کو ورنہ کافی ایک بار اطلاع کرنا بھی تھا۔ (**شت**)

(۳۸) خانصاحب نے فرمایا کہ میں خواب کبھی نہیں دیکھتا ہوں۔ لیکن شاذ و نادر کبھی کوئی خواب نظر آجاتا ہے اور ان میں سے بعض خواب بالکل سچے ہوتے ہیں میں نے لڑکپن میں غالباً بلوغ سے پہلے ایک خواب دیکھا کہ مولوی اسمٰعیل صاحب اور مولوی عبدالحی صاحب تشریف فرما ہیں اور یہ خبر ہے کہ سید صاحب بھی تشریف لا رہے ہیں۔ مولوی عبدالحی صاحب ایک چارپائی پر سرہانے بیٹھے ہیں۔ میں اونکی پائنتیوں بیٹھا ہوا ہوں اور ان سے ایسی بے تکلفی کے ساتھ باتیں کر رہا ہون جیسے بہت دنون کی ملاقات ہو چنانچہ میں نے ان سے پوچھا۔ کہ حضرت آپکا علم کتنا بڑا ہے مولانا نے مسکرا کر فرمایا۔ کہ بقدر ضرورت۔ اُسکے بعد میں مولانا اسمٰعیل صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا وہ مسجد میں ایک ایسے حجرہ میں ٹھہرے ہوئے تھے جو مسجد سے بہت نیچا تھا جیسا آدہا تہ خانہ اور اوس حجرہ میں ایک چارپائی بچھی ہوئی تھی مولانا اوس سے کمر لگائے بیٹھے تھے اور ان کے پاس دس بارہ آدمی اور بیٹھے ہوئے تھے۔ جب میں جاکر بیٹھا تو مولانا نے ایک دیگچی نکالی جسمیں شربت تھا جسکا قوام کسیقدر گاڑھا تھا اور رنگت سُنہری اور نہایت براق تھی۔ مولانا نے اوسمیں سے پیالے بھر بھر کر لوگونکو دینے شروع کئے اور تقسیم اپنے دائیں ہاتھ سے شروع کی۔ میں مولانا کے سامنے بیٹھا ہوا تھا اور میرے پھوپھا میرے برابر میں بیٹھے ہوئے تھے جب میرا نمبر آیا مولانا نے اوس پیالہ کو اوروں سے زیادہ بھرا اور میری طرف دیکھکر مسکرائے وہ پیالہ مجھے دینے ہی کو تھے کہ میرے پھوپھا نے مجھے کسی کام کو بھیجدیا اور وہ پیالہ مجھے نہ مل سکا۔ مجھے اسکا بڑا قلق ہوا۔ اور میں چاہتا تھا کہ نہ جاؤں مگر اول تو پھوپھا صاحب کے حکم کی تعمیل ضروری تھی دوسرے یہ بھی خیال ہوا کہ پھوپھا یہ سمجھیں گے کہ یہ بڑا ندیدہ ہے۔ اسلئے جاؤ ناچار مجھے اسکی تعمیل کرنی پڑی۔ میں اس کام کو کرکے واپس آیا اور جہاں پہلے بیٹھا تھا وہیں بیٹھ گیا مولانا نے۔ مجھے دیکھکر فرمایا کہ ارے تو رہ گیا کہاں چلا گیا تھا اوسکے بعد دیگچی منگائی اور شربت کو دیکھا اسمیں شربت موجود تھا مگر اتنا نہ تھا جتنا اوروں کو دیا تہا اوسکے بعد مولانا نے

وہ پیالہ منگایا جس میں آپ نے پیا تھا تو اس پیالہ میں مولانا کا بچا ہوا شربت موجود تھا مولانا
نے دیگچی کا شربت اس پیالہ میں ڈالا اور دیگچی کو اپنے ہاتھ سے پونچھ پونچھ کر بالکل صاف
کر دیا اس سے وہ پیالہ اتنا تو نہ بھرا جتنا پہلی مرتبہ میرے لئے بھرا تھا مگر اوروں کی برابر ہو گیا
اور وہ پیالہ میں نے پی لیا اس روز سے میری یہ حالت ہو گئی کہ میں مولانا کی کتابوں کو اتنا تو
نہیں جتنا وہ خود سمجھتے تھے مگر اپنی حیثیت کے موافق خوب سمجھنے لگا۔

حاشیہ حکایت (۳۸) قولہ اوس روز سے میری یہ حالت ہو گئی الخ۔
اقول خواب اس حالت میں دخیل نہیں بلکہ مبشر ہے اس حالت کے حصول کی مستقبل میں
اور وہ حصول کبھی وہبی ہوتا ہے اور کبھی مکتسب کسی عمل سے بہرحال خواب کو مؤثر نہ سمجھا جاوے
اگر کوئی چیز مؤثر ہے وہ عمل ہے اور خواب محض مبشر (**شت**)

(۳۹) خانصاحب نے فرمایا کہ مولوی عبدالرحمٰن خورجوی جو مورچہ والے مشہور ہیں
اونکے نانا احمد خان خورجوی مورچہ والے پڑھے لکھے کچھ نہ تھے مگر مولوی محبوب علی صاحب کی
صحبت میں رہے ہوئے تھے اور مولوی محبوب علی صاحب مولوی محمد اسحٰق صاحب و مولوی
محمد یعقوب صاحب پر نہایت فریفتہ تھے حنفی نہایت پکے اور بہت خوش عقیدہ تھے۔ اثنا قصہ
میں اتنی بات اور سُن لو کہ میں مولانا نانوتوی سے بیعت بھی ہوا تھا اور انکا نہایت معتقد بھی تھا
لیکن انکی باتیں میری سمجھ میں نہیں آتی تھیں۔ اسلئے میں انکی بزرگی کا اعتقاد رکھتے ہوئے
اکثر تعجب کیا کرتا تھا کہ لوگ مولانا کی تعریف کرتے ہیں۔ مگر میں نہیں سمجھتا تھا وہ ان کی
کس بات کی تعریف کرتے ہیں۔ اب پھر قصہ سُنو مولوی احمد حسن صاحب امروہی اس زمانہ
میں خورجہ میں مدرس تھے۔ مولانا نانوتوی بھی خورجہ میں تشریف لے آئے۔ اور مولوی
عبدالرحمٰن صاحب مورچہ والوں کے مکان پر قیام فرمایا۔ مولانا ایک چارپائی پر بیٹھے ہوئے
تھے اور میں انکے سامنے مونڈھے پر بیٹھا تھا اتنے میں احمد خان مورچہ والے بھی تشریف
لے آئے اور آکر مولانا کی پائنتیوں بیٹھ گئے اور بیٹھنے کے بعد مولانا سے دریافت کیا۔ کہ
حضرت بعض اشعار مولوی رومی کے اور شیخ فریدالدین عطار کے اور شیخ سعدی کے اور
بہت سے شعر حافظ کے ایسے ہیں جو قریب قریب کفر کے ہیں لیکن اچھے اچھے علماء کو دیکھا ہے

۴۲

کہ وہ ان اشعار کو حد کفر سے خارج کرنے میں امکانی کوشش کرتے ہیں اور ممکن سے ممکن تاویل اونکی تصحیح کے لئے کرتے ہیں لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ امام محمد ابو یوسف امام ابو حنیفہ کے قول کی مخالفت کرتے ہیں اور ابو حنیفہ کے قول کی توجیہ نہیں کرتے۔ علے ہذا بعد کے لوگ جب امام ابو حنیفہ کے قول کو کمزور پاتے ہیں تو اسکو چھوڑ کر امام ابو یوسف کے یا امام محمد کے قول پر فتوے دیتے ہیں اور امام صاحب کے قول کی تاویل نہیں کرتے اس میں کیا راز ہے اس سوال کے جواب میں مولانا نے مجھے مخاطب بنایا اور ایک لمبی تقریر کی جسکا خلاصہ مجھے یاد رہگیا ہے اور تقریر بعینہ محفوظ نہیں رہی۔ وہ خلاصہ یہ ہے کہ ابو حنیفہ کے ایمان کے مقابلہ میں ان حضرات کے ایمان بہت ضعیف ہیں اسلیئے اگر انکے اقوال کی توجیہ نہ کیجاوے تو لوگ بیدریغ انکی تکفیر کر دینگے اور ابو حنیفہ کا ایمان اسقدر قوی ہے کہ اگر انکے تمام مسائل کو بھی ضعیف کر دیا جاوے تب بھی اثر کسی بدگمانی کا خطرہ نہیں ہو سکتا اسلیئے ابو حنیفہ کے اقوال کی توجیہ کی ضرورت نہ ہوئی اور اون بزرگوں کے اقوال کی توجیہ کی ضرورت ہوئی اھ مجھپر مولانا کی اس لنقفات آمیز تقریر کا یہ اثر ہوا کہ میں مولانا کی تقریر کو سمجھنے لگا اور میرا وہ خطرہ دور ہوگیا کہ لوگ انکی اسقدر تعریف کیوں کرتے ہیں۔

۴۳

حاشیہ حکایت (۳۹) قولہ ابو حنیفہ کے مقابلہ میں الخ **اقول** یہ جواب سائل کے خاص مذاق کے اعتبار سے ہوگا اور عام مذاق کے اعتبار سے یہ جواب ہے کہ ان حضرات کے ایسے اقوال کا مدلول ظاہری موجب کفر ہے اور اونکی مقبولیت جو دلائل صحیحہ سے ثابت ہے منافی کفر ہے اسلیئے تاویل ضروری ہوئی کہ معانی ظاہری مراد نہیں بخلاف ائمہ مجتہدین و علماء ظاہر کے کہ اونکے اقوال کا مدلول ظاہری موجب کفر نہیں بلکہ صرف موجب خطا ہیں اور اونکے کمالات جو دلائل صحیحہ سے ثابت ہیں منافی خطا نہیں اسلیئے تاویل کی ضرورت نہ ہوئی بلکہ معانی ظاہرہ کو مراد کہکر اونکو خطا کہدیا جاویگا (**اشرف**)

(۴۰) خانصاحب نے فرمایا کہ لوگ شاہ عبدالعزیز صاحب کو متساہل کہتے ہیں۔ مگر یہ لوگ ان مشکلات سے واقف نہیں ہیں جو شاہ صاحب کے سامنے تھیں شاہ صاحب کا زمانہ ایک نہایت سخت فتنہ کا زمانہ تہا جس میں اظہار حق نہایت دشوار تھا اسلیئے شاہ صاحب ترویج دین نہایت حزم و تدبیر کے ساتھ کرتے تھے اور فتنہ انگیز عنوانات سے احتراز فرماتے تھے یہی وجہ کہ میں نے

اپنے جتنے بزرگوں کو دیکھا ہے وہ سب جتنے شاہ عبدالعزیز صاحب کے معتقد تھے اسقدر نہ مولوی اسمٰعیل صاحب کے معتقد تھے اور نہ کسی اور کے حالانکہ ان حضرات نے نہایت آزادی اور جانفروشی کے ساتھ دین کو رائج کیا ہے وجہ اسکی یہ تھی کہ شاہ صاحب کو جن لوگوں سے واسطہ پڑا تہا وہ دین سے بالکل آشنا نہ تھے ایسے لوگوں کو راہ پر لگانا سخت دشوار تہا اور شاہ صاحب نے انکو راہ پر لگایا یہ دلیل ہے اونکے کمال عقل اور حکیم کامل ہونے کی اور جن لوگوں سے مولوی اسمٰعیل صاحب وغیرہ کو واسطہ پڑا ہے یہ وہ لوگ تھے جو یا تو راہ راست پر آچکے تھے یا کم از کم دین سے بہت زیادہ بعد نہ رہا تھا۔ اب میں اس زمانہ کے حالات دکھلاتا ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ وہ زمانہ کسقدر سخت فتنہ کا تہا اور اسمیں اظہار حق کتنا مشکل تھا اوس زمانہ میں ایک تو روافض کا نہایت غلبہ تہا۔ چنانچہ دہلی میں نجف علی خان کا تسلط تھا۔ جس نے شاہ ولی اللہ صاحب کے پہنچے اتروا کر ہاتھ بیکار کر دیئے تھے تاکہ وہ کوئی کتاب یا مضمون نہ تحریر کرسکیں اور مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کو شہید کرادیا تہا اور شاہ عبدالعزیز صاحب اور شاہ رفیع الدین کو اپنے قلمرو سے نکالدیا تہا اور یہ ہردو صاحبان مع زنانوں کے شاہدرہ تک پیدل آئے تھے اوسکے بعد مولانا فخر الدین صاحب کی سعی سے زنانوں کو تو سواری ملگئی تھی اور وہ پہلت روانہ ہوگئے تھے مگر شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالعزیز صاحب کو سواری بھی نہ ملی تھی اور شاہ رفیع الدین صاحب تو پیدل لکھنؤ چلے گئے تھے اور شاہ عبدالعزیز صاحب پیدل جونپور چلے گئے تھے کیونکہ نہ ان دونوں کو سوار ہونے کا حکم تھا اور نہ ساتھ رہنے کا۔ اور دو دفعہ روافض نے شاہ صاحب کو زہر دیا تہا اور ایک مرتبہ چھپکلی کا اُبٹن ملوادیا تھا جس سے شاہ صاحب کو برص اور جذام ہوگیا تھا اور جونپور کے سفر میں شاہ صاحب کو لو بھی لگی تھی جس سے مزاج میں سخت حدت پیدا ہوگئی تھی جس سے جوانی ہی میں بینائی جاتی رہی تھی اور ہمیشہ سخت بیچین رہتے تھے اور دوسرے مصنوعی صوفیوں کا غلبہ تھا جسکا اثر بادشاہ پر اور شاہزادوں شاہزادیوں پر اور عوام پر تہا اور اسوجہ سے انکی جرأت اور گستاخی اسقدر بڑھ گئی تھی کہ علماء کے پاس آتے تھے اور کہتے تھے کہ او مسجد کے مینڈھے کچھ دلوا ہم رنڈی رکھیں گے شراب پئیں گے بھنگ پئیں گے علماء کو مجبوراً دینا پڑتا تھا حتیٰ کہ شاہ عبدالقادر صاحب بھی دیتے تھے مگر وہ کہتے تھے کہ میاں صاحب لو کھانا کھا لینا لیکن شاہ عبدالعزیز صاحب نے کبھی کسیکو نہیں دیا۔

(باقی آئندہ)

خریداران الہادی کیواسطے رعایت

بعض دوستوں کے مشورہ سے یہ بات طے پائی ہے کہ الہادی کے خریداروں کو کتب رعایت سے دینی چاہئیں لہذا اب سے ایک فہرست کتب شائع کیا کرونگا جسمیں حتی الوسع انتہائی رعایت ہوا کریگی مگر یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ جو صاحب کتب طلب فرماویں وہ اپنا نمبر خریداری ضرور تحریر فرمایا کریں کیونکہ احقر کو اسقدر فرصت نہیں کہ ہر فرمایش پر رجسٹر الہادی میں تلاش کرے یا کم ازکم یہ تحریر فرمایا کریں کہ ہم الہادی کے خریدار ہیں۔ فقط

تصنیفات حضرت سیدی و مرشدی حکیم الامۃ مجدد الملۃ حافظ قاری حاجی مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مد فیوضہم

نام کتاب	قیمت	خریداران الہادی کیواسطے
اصلاح الرسوم۔ رسوم مروجہ کا رد اور انکی اصلاح کا طریقہ۔	۶ر	۰۴ر
الاستبصار فے فضل الاستغفار	ار	۰ر
۔	عہ ر	۱۲ر
اخبار الزلزلۃ۔	ار	۸ر
اخبار بینی۔	ار	۸ر
اصلاح الخیال۔ غلبہ سے جن لوگونکو اتباع شریعت میں شبہات و شکوک اور اوہام پیدا ہوئے ہیں وہ تمام تر شبہات اور انکے مدلل جوابات جمع کئے گئے ہیں نہایت مفید ہے۔	۰۳ر	۰۲ر
اصلاح ترجمہ حیرت۔ مرزا حیرت صاحب دہلوی کے ترجمہ کلام مجید کی غلطیوں کی اصلاح۔	۱ر	۸ر
اوراد رحمانی و اذکار سبحانی سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر کے فضائل اور عجیب و غریب نکتے۔	۳ر	۰۲ر
الاقتصاد فی التقلید و الاجتہاد و تقلید شخصی و تقلید مطلق کے متعلق نہایت منصفانہ بیان و بیان مختلف فیہ آمین بالجہر وغیرہ کا مفصل و مدلل بیان	۳ر	۰۲ر
اغلاط العوام فی باب الاحکام۔ عوام مین جو غلط مسائل مشہور ہیں انکی اصلاح کیگئی ہے معہ وضمیمہ۔	ار	۸ر
اعمال قرآنی اسمیں آیات قرآنیہ کے خواص و عملیات کا بیان ہے اسکے تین حصے ہیں۔ قیمت ہر سہ حصہ	۵ر	۳ر
آداب المعاشرت۔ باہمی گذران و برتاؤ کے وہ آداب کہ جنکی رعایت رکھنے سے آپسمیں محبت و اتفاق پیدا ہوتا ہے۔	۰۲ر	۲ر
ارشاد الہائم فی حقوق البہائم	ار	۸ر
بہشتی زیور۔ اس مفید اور مقبول عام		

نام کتاب	[illegible]	[illegible]
کتاب کی تعریف و توصیف خارج از بیان ہی ہر شخص پر آفتاب نصف النہار کیطرح یہ بات روشن ہے۔ کہ یہ اصلاح عادات و آداب معاشرت و مسائل دینیہ میں کسقدر مفید ثابت ہوئی ہے۔ خاصکر عورتوں کے حق میں تو اکسیر کا کام دیتی ہی اسکے گیارہ حصے ہیں اوّل کے دس حصے تو خاص عورتونکی تعلیم و تربیت و درستی حالات میں بےنظیر ہیں گیارھواں حصہ خاص مردونکے مسائل میں بے بدل ہی دس حصص	[illegible]	[illegible]
بہشتی گوہر۔ گیارھوان حصہ	۱۰ر	۶ر
تعلیم الدین۔ دین کے چاروں جزء عقائد عبادات و اخلاق و معاملات و سلوک و مقامات و اذکار و اشغال کا قرآن و حدیث سے بیان۔	۸ر	۶ر
الترتیب اللطیف فی قصۃ الکلیم والحنیف حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے قصے جو جابجا قرآن مجید میں متفرق طور سے آئے ہیں انکو ایک جا مرتب فرما دیا ہی۔	۵ر	۳ر
تجوید القرآن سہل نظم میں تجوید کی ضروری قواعد اور اسکے آخر میں ایک چھوٹا سا رسالہ یادگار حق القرآن ہی جسمیں مختصر قواعد لکھدیئے گئے ہیں۔	ار	ار
التکشف عن مہمات التصوف۔	[illegible]	[illegible]
تحقیق تعلیم انگریزی انگریزی پڑھنے کے متعلق بحث	ار	ار
جزاء الاعمال۔	۲ر	۲ر

نام کتاب	[illegible]	[illegible]
جمال القرآن۔ یہ رسالہ علم تجوید میں بہت ہی سہل عبارت میں لکہا گیا ہے۔	۲ر	ار
حفظ الایمان مع بسط البنان و تغیر العنوان	ار	ار
حقوق الاسلام اسمیں استاد و پیر۔ ماں باپ۔ میاں۔ بیوی۔ حاکم محکوم۔ ہمسایہ و مہمان حیوانات سب کے حقوق درج ہیں۔	ار	[illegible]
حق السماع۔ سماع کے متعلق فقہی کامل تحقیق	۲ر	ار
حقوق العلم۔ علماء پر عامہ مسلمین کے اور عامہ مسلمین پر علماء کے جو حقوق ہیں اور انمیں جو کوتاہیاں ہو رہی ہیں اونکی اصلاح ہے۔	۵ر	۳ر
الخطب الماثورہ۔ اسمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاء راشدین رضی اللہ تعالے عنہم کے خطبے احادیث صحیحہ سے منتخب فرما کر درج فرمائے ہیں۔	ار	[illegible]
الخطاب الملیح۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال کے جوابات اس رسالہ میں ہیں۔ عیسے علیہ السلام کی وفات و حیات کی تحقیق	۲ر	[illegible]
رونمائی مثنوی دیباچہ کلید مثنوی	ار	[illegible]
زاد السعید۔ اسمیں درود شریف کے فضائل و عجائب خواص اور درود شریف کے مواقع اور وہ درود جو احادیث صحیح میں وارد ہیں اور آخر میں ایک رسالہ نیل الشفا ہی جسمیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے نعل مبارک کا نقشہ اور اسکے عجیب و غریب خواص اور برکات درج ہیں	۲ر	ار

نام کتاب	قیمت	[illegible]
سبق الغایات (عربی) قرآن شریف کی آیتوں میں اول سے آخر تک ربط بیان فرمایا ہے	۹ر	۸ر
شوق وطن وطن اصلی یعنی آخرت کی یاد اور شوق پیدا کرنیوالے مضامین۔	۴ر	۲ر۰
شجرہ طیبہ	۱ر	۵ر
صفائی معاملات خرید فروخت وغیرہ کے مسائل مدلل مع اصول و فوائد عام فہم۔	۲ر۰	لـر
طریقہ مولد شریف مولود شریف کے اصلی اور صحیح اور سنت کے موافق طریقہ کا بیان	۱ر	۵ر
فتاوی اشرفیہ اسکے دو حصے ہیں ہر حصہ میں متفرق مسائل معہ دلائل و تحقیقات عجیب و غریب درج ہیں حصہ اول	۴ر	۳ر
ایضاً حصہ دوم	۶ر	۴ر۰
قصد السبیل۔ اسمیں عام لوگوں کے اس خیال کا دفعیہ کیا گیا ہو جو یہ سمجھتے ہیں کہ تصوف اور وصول الی اللہ ان لوگونکا کام ہے جو دنیا و مافیہا کو ترک کر کے ایک گوشہ میں بیٹھ رہے اسمیں ایسے دستور العمل تجویز فرمائے ہیں کہ ہر شخص اسپر عمل کر کے کامیاب ہو سکتا ہے۔	۴ر	۱ر
القول الصواب نئی روشنی والے مستورات کے پردہ پر شبہات کرتے تھے کہ ایسا پردہ قرآن حدیث سے ثابت نہیں حضرت مولانا نے قرآن حدیث ہی سے اسکو ثابت کیا ہے۔	۲ر	۱ر
کمالات امدادیہ۔ اس رسالہ میں حضرت حاجی صاحب کے ملفوظات وغیرہ ہیں۔	۶ر	۵ر
انتباہات المفیدہ۔ علم کلام جدیدہ کا ایک نہایت مفید رسالہ جسمیں شبہات جدیدہ کے جوابات اہل شبہات یعنی انگریزی تعلیمیافتہ حضرات کے مذاق پر نہایت وضاحت و متانت سے دیئے ہیں یہ رسالہ اس قابل ہے کہ ہر انگریزی تعلیمیافتہ حضرات کے پاس رہے۔ تاکہ جسوقت کوئی شبہ پیش آوے۔ فوراً اس کتاب سے حل کر لیا جاوے۔ انشاء اللہ تعالےٰ جواب حاصل ہو جائیگا خواہ کلیتہً یا جزءً۔ اسکی پوری تعریف احقر کا قلم نہیں کر سکتا۔ لہذا یہ رسالہ ملاحظہ کا محتاج ہے۔	عہ	۱۲ر
لب مثنوی۔ دفتر ششم کے ابتدائی حصہ کی شرح	۵ر	۴ر
المصالح العقلیہ حصہ اول۔	۹ر	۶ر
مجموعہ رسائل مفیدہ۔ اسمیں تین رسالے شامل ہیں۔ حفظ الایمان۔ خاتمہ بالخیر۔ سوال وجواب متعلق جسم مثالی و روح اعظم تجلی	۲ر	لـر
ملفوظات خبرت	۹ر	۸ر

مختصر پتہ :- پوسٹ بکس نمبر ایک دہلی